افلا یتدبرون القرآن ام علی قلوب اقفالھا (محمد: ۲۴)

الکتاب الجامع للابواب فی لغۃ القرآن مع الابحاث الدقیقۃ من لغات العرب

لسان القرآن

مصنف: علامہ محمد ظہیر الدین قرآنی متخرج فاضل

مکتبۃ اہل القرآن والحکمۃ

لغات القرآن

الرب: آقا و مالک و مدبر اور پالنے والا رب العالمین یعنی کائنات کا آقا و مالک کہ پوری کائنات اسکے حساب سے چلتی ہے اور اسکے بندوں پر حق ہے کہ وہ اسکے احکام کے حساب سے چلیں یہ رب کا مفہوم۔

الرحمن : وہ ذات جو سب پر مہربان ہے چاہے فاسق ہو یا مسلم ہو اور رحمن اس ہستی کو بھی کہتے ہیں جس کی رحمت کی کوئی انتھا نہ ہو سیاق و سباق یعنی قرینہ کے حساب سے جو معنی متعین ہو وہ ہی ہوگا۔

الرحیم: اسکے بھی دو معنی لغت عرب میں موجود ہیں پہلا بہت مہربان اور دوسرا مخصوص افراد پر مہربان تو میرے نزدیک جب الرحیم الرحمن کے ساتھ آتا ہے تو دوسرا معنی ہوتا ہے کیونکہ پہلے معنی کے حساب سے رحمن اور رحیم میں صحیح طرح مغایرت نہیں ہوسکے گی حالانکہ انھیں الگ الگ ذکر کرنا مغایرت کا تقاضی کرتا ہے تو الرحمن یعنی ہر ایک پر مہربان اور الرحیم یعنی خاص افراد پر مہربان ۔ اگر کسی مقام پر قرینہ پہلے معنی پر پایا جائے تو وہاں وہ ترجمہ کریں گے۔

الدین : اسکے مختلف معانی ہیں 1) دین و مذھب 2) اطاعت و فرمانبرداری 3) جزا 4) قھر و غلبہ ۔ کلام کے قرائن کے حساب سے معنی متعین ہوتا ہے مالک یوم الدین یعنی یوم اطاعت کا مالک یوم اطاعت یعنی وہ دن جب سارے ہی مطیع و فرمانبردار ہوجائیں گے۔

ایاك نعبد: اس میں نعبد جمع متکلم مضارع ہے لسان العرب میں ہے :قال فی قولہ تعالی ایاك نعبد ای نطیع الطاعۃ التی یخضع معھا یعنی امام فراء نے اللہ کے فرمان ایاک نعبد ترجمہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں کے بارے میں کہا یعنی ہم تابع ہو کر اطاعت کرتے ہیں۔

معجم الوسیط میں ہے :عبد اللہ عبادۃ وعبودیۃ انقاد لہ وخضع وذل یعنی اللہ کی عبادت کی مطلب اسکی فرمانبرداری کی اور تابع ہوا اور جھکا۔ معجم الغنی میں ہے : عبدت،اعبد،اعبد مصدر عبادۃ عبودیۃ عبد اللہ ادی الفرائض انقاد لہ خضع لہ یعنی :میں نے عبادت کی میں عبادت کرتا ہوں عبادت مصدر عبادۃ عبودیۃ آتا ہے اس نے اللہ کی عبادت کی مطلب اس نے اسکے فرائض ادا کئے اسکی فرمانبرداری کی تابع ہوا۔ مختار الصحاح میں ہے : اصل العبودیۃ الخضوع والذل یعنی عبودیت کی اصل تابع ہونا اور جھکنا ہے۔

<u>عبادت کے حوالے سے لغوی تحقیقات</u> :تفسیر البغوی میں ایاک نعبد کے تحت کہتے ہیں العبادۃ الطاعۃ مع التذلل والخضوع وسمی العبد لذلتہ وانقیادہ یقال طریق معبد ای مذلل ۔یعنی : عبادت یعنی تبعیت اور جھکتے ہوئے اطاعت کرنا اور بندے کو تبعیت اور فرمانبرداری کی وجہ سے ہی عبد کہتے ہیں اہل عرب کے درمیان کہا جاتا ہے طریق معبد یعنی جھکا ہوا راستہ (مطلب اس راستے کو معبد کہا جاتا ہے جو جھکا ہوا ہو)۔

تفسیر الرازی میں علامہ رازی نے ایاک نعبد کے تحت کہا اعلم ان العبادۃ عبارۃ عن الاتیان بالفعل المامور بہ علی سبیل التعظیم

للآمر یعنی جان لو کہ عبادت کا مطلب ہے آمر کو بڑا مانتے ہوئے اس فعل کو بجالانا جسکا حکم دیا ہے۔
تفسیر الراغب میں ایاک نعبد کے تحت ہے العبادۃ التذلل یعنی عبادت یعنی تابع ہوجانا۔
حروف مقطعات یعنی الم،ن،حمعسق،ص وغیرہ یہ عرب کا اسلوب ہے کہ وہ کوئی تحریر لکھنے سے قبل یہ اسلوب استعمال کرتے تھے کہ ایسے حروف اس کے شروع میں لاتے تھے لیکن ہلکے ہلکے عرب سے یہ اسلوب کم ہونے لگا حتیٰ کہ مٹ گیا اور اب عجمی لوگ اس اسلوب پر حیران ہوتے ہیں اور ان الفاظ کے معانی تلاش کرتے نظر آتے ہیں کہتے ہیں کہ عرب کے قدیم نسخوں سے یہ اسلوب اب بھی ملتا ہے ممکن ہے کہ ان کے فوائد میں سے یہ ہو کہ یہ حروف تنبیہ ہیں حروف تنبیہ یعنی ایسے حروف جو گفتگو شروع کرنے سے پہلے مخاطب کی توجہ جمع کرنے کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں جیسے ہماری اردو زبان میں کہاجاتا ہے سنو یا توجہ کرو یا ہاں وغیرہ تاکہ مخاطب کی توجہ پہلے حاصل ہوجائے پھر گفتگو شروع ہو اور اسی وجہ سے یہ حروف مقطعات سورتوں کے شروع میں آتے ہیں نہ درمیان میں آتے ہیں اور نہ سورتوں کے آخر میں اور اسی طرح عربی میں لفظ استعمال ہوتا ہے "الا"یعنی سنو یا خبردار یہ بھی حرف تنبیہ ہے اور گفتگو کے صرف شروع میں توجہ لینے کے لئے آتا ہے اور اگر یہ اسلوب عرب کے لئے اجنبی ہوتا تو کفار عرب اس پر ضرور اعتراض کرتے اور المسلمین انکو جواب دیتے اور کثرت سے ان کے جوابات منقول ہوتے لیکن ایسا کچھ نہیں معلوم ہوا یہ اسلوب عرب کے لئے اجنبی نہیں تھے۔
بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ حروف مقطعات کے معانی کسی کو معلوم نہیں ہیں سوا اللہ کے اور نہ یہ اہل عرب کے الفاظ ہیں جو انھیں سمجھ آتے تو جب حروف مقطعات کے ترجمے کی بارے آتی ہے تو وہ یا ترجمہ کرتے ہی نہیں ہیں یا پھر لکھ دیتے ہیں "صرف اللہ جانتا ہے" یہ عقیدہ قرآن کی بے شمار آیات کا رد و نفی ہے وجوہات ملاحظہ کریں:
1) قرآن کو اللہ نے صاف عربی زبان میں نازل کیا ہے اگر حروف مقطعات اہل عرب کے استعمال میں نہیں تھے تو مطلب یہ کہ قرآن کا ایک حصہ عجمی ہے یا پھر عربی نہیں ہے اور یہ قرآن کی متعدد آیات کا انکار ہے۔
{وَلَقَدۡ نَعۡلَمُ اَنَّهُمۡ يَقُوۡلُوۡنَ اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ‌ ؕ لِسَانُ الَّذِىۡ يُلۡحِدُوۡنَ اِلَيۡهِ اَعۡجَمِىٌّ وَّهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِىٌّ مُّبِيۡنٌ} النحل/۱۰۳
ترجمہ اور یقیناً ہم جانتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں اسے کسی بشر نے سیکھایا ہے اس کی زبان، جس کی طرف یہ بات منسوب کرتے ہیں، غیر عربی ہے جبکہ یہ ایک صاف عربی زبان ہے۔
{بِلِسَانٍ عَرَبِىٍّ مُّبِيۡنٍ} الشعراء/۱۹۵
ترجمہ:واضح عربی زبان میں۔
2) دوسری تنقید یہ کہ اگر انکی بات درست ہے تو اسکا مطلب قرآن واضح اور فصیح نہیں کیونکہ اسکی آیتوں کا تو مطلب ہی معلوم نہیں بس

اللہ ہی کو معلوم ہے اور یہ تو قرآن کے ایک سو سولہ سے زائد آیتوں کا انکار ہے اس پر ہم نے پورا ایک رسالہ لکھا ہے بنام" معرفت ظاہر اور مقام حدیث "چند آیات دیکھیں اور دو آیتیں تو پہلے ہی گذر چکی ہیں:

{فَإِنَّمَا يَسَّرْنَاهُ بِلِسَانِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ} الدخان/۵۸

ترجمہ:تو ہم نے اسے تیری زبان میں آسان کردیا ہے تاکہ وہ نصیحت لیں۔

{فَإِنَّمَا يَسَّرْنَاهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِينَ وَتُنْذِرَ بِهِ قَوْمًا لُدًّا} مریم/۹۷

ترجمہ:تو ہم نے اسے تیری زبان میں صرف اس لئے آسان کررکھا ہے تاکہ تو اس سے ڈرنے والوں کو خوشخبری دے اور جگڑالو لوگوں کو ڈرا دے۔

{وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ} القمر/۱۸

ترجمہ: اور ہم قرآن کو نصیحت کے لئے آسان کرچکے ہیں تو کوئی ہے نصیحت لینے والا۔

{إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ} یوسف/۰۲

ترجمہ:یقینا ہم نے اسے عربی پڑھائی کی صورت میں نازل کیا ہے تاکہ تم سمجھو۔

خیر دلیلیں تو بے شمار ہیں ان سے بات واضح ہے کہ قرآن اپنے مطالب اور معانی میں فصیح اور واضح ہے قرآن کے کسی بھی حصے کا معنی معلوم نہ ہوسکنا ان سب آیتوں سے کفر کرنا ہے۔

اگر حروف مقطعات کا معنی واضح اور فصیح نہ ہوتے تو ضرور مشرکین عرب اس پر اعتراض کرتے حالانکہ سب کافروں کو للکارا گیا ہے کہ وہ قرآن جیسی کوئی دوسری کتاب لے آئیں اگر انھیں یقین نہیں ہے کہ یہ کتاب منجانب اللہ ہے اور یہ للکار مشرکین عرب کو بھی تھی لیکن ایسا نہیں ہوا انکی طرف سے کوئی مضبوط اعتراض نہ آسکا ورنہ یہ حروف مقطعات بہت بڑا اعتراض ہوتے

۔۔۔الصلوۃ عربی زبان کا لفظ ہے جس کے بہت سے معنی ہیں 1)دین 2)نماز باجماعت 3)دعا 4)فرمانبرداری کرنا۔

قرآن شریف میں صلاۃ قائم کرنے کا حکم دیا جاتا ہے تو ظاہر ہے اس سے مراد نماز باجماعت ہوتی ہے دعا و غیرہ مراد نہیں ہوسکتی کیونکہ وہ قائم نہیں کی جاتیں نہ ان کے لئے ایسا اسلوب استعمال کیا جاتا ہے خاص طور پر جب صلوۃ کے لئے اوقات و قیام مع الاحترام فرض کیا جارہا ہو اور اسکے لئے سجدہ کی بات کی جارہی ہو جیسا کہ قرآن شریف کی آیتوں میں ہے۔

نماز باجماعت عرب میں پہلے سے ہی دین ابراہیمی سے جاری تھی لیکن بیت اللہ کے پاس انکی صلاۃ بگڑ گئی تھی لہذا اللہ تعالی نے بیت اللہ کے پاس والی انکی صلاۃ کا رد کردیا اور اسکی مذمت کی اور باقی جگہوں پر انکی صلاۃ وہی تھی کہ ایک شخص دوسروں کو نصیحت سناتا جنہیں ہم امام اور مقتدی کہتے ہیں پھر وہ رکوع کرتے اور سجدہ کرتے ساری لغات اس بیان سے مملو ہیں لیکن اللہ نے ہمیں اس میں

مقتدیوں پر تلاوت قرآن کو فرض کردیا اور دوران رکوع و سجدہ ذکر اللہ کرنا مستحب ہے اور اللہ تعالی نے صراحت سے اپنی کتاب میں اس کے لوازم اور اوقات بتائے

صلاۃ ایک اجتماعی عبادت ہے کوئی انفرادی عبادت نہیں اسکے دلائل ملاحظہ کریں

۱)اتل ما اوحی الیک من الکتاب وأقم الصلاۃ إن الصلاۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر ولذکر اللہ أکبر (العنکبوت: ۴۵)

ترجمہ: جو کتاب تیری طرف وحی کی گئی ہے اسے پڑھ اور الصلوۃ قائم کر بے شک نماز باجماعت زیادتی اور برائی سے روکتی ہے اور اللہ کی نصیحت بہت بڑی ہے۔

معلوم ہوا کہ الصلوۃ ایک اجتماعی عبادت یعنی نماز با جماعت ہے انفرادی نہیں کیونکہ انفرادی نماز گناہوں سے نہیں روکتی کیوں کہ وہ ہمیں گناہوں کا شعور ہی نہیں دیتی تو انسان گناہوں سے رکے گا کیسے لیکن یہ خصوصیت نماز باجماعت میں پائی جاتی ہے جس میں امام مقتدی پر قرآن شریف کی تلاوت کرتا ہے جس سے دین کی معرفت حاصل ہوتی ہے اور اگر مقتدی اسے نہ سمجھ پائے یا اعراض کرے تو وہ اسکا قصور ہے۔

۲)والذین یمسکون بالکتاب وأقاموا الصلاۃ إنا لا نضیع أجر المصلحین (الأعراف: ۱۷۰)

ترجمہ: اور جو کتاب اللہ کو تھامے ہوئے اور انہوں نے نماز باجماعت قائم کی ہے بے شک ہم اصلاح کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کریں گے۔

معلوم ہوا الصلوۃ قائم کرنے میں صفت اعظم کتاب اللہ سے لوگوں کی اصلاح کرنا ہے اور اگر الصلوۃ انفرادی نماز ہے تو ہم انفرادی نماز میں لوگوں کی اصلاح تو نہیں کرتے۔

الصلوۃ دین و طریقے کے معنی میں بھی آتا ہے اور جب جملے میں آتا ہے تب سمجھ آتا ہے کہ الصلوۃ کا کونسا معنی مراد ہے ملاحظہ کریں

۱)قالوا یا شعیب أصلاتک تأمرک أن نترک ما یعبد آباؤنا (ھود: ۸۷)

ترجمہ: انھوں نے کہا اے شعیب کیا تیرا دین تجھے یہ حکم دیتا ہے کہ ہم اسے چھوڑ دیں جس مذھب کی تابعداری ہمارے بڑے کرتے ہیں۔

توجہ کریں یہاں صلوۃ نماز کے معنی میں نہیں ہے کیونکہ نماز کہ حکم دینے سے کوئی تعلق نہیں کیونکہ نماز سے ہمیں کسی شرعی حکم کا پتا نہیں چلتا تو یہاں صلوۃ دین کے معنی میں ہے کیا تیرا دین تجھے یہ حکم دیتا ہے۔۔۔۔۔۔۔

۲)ومن الأعراب من یؤمن باللہ والیوم الآخر ویتخذ ما ینفق قربات عند اللہ وصلوات الرسول (التوبۃ: ۹۹)

ترجمہ: اور بعض عرب کے دیہاتی ایسے ہیں جو اللہ اور روز آخرت کو تسلیم کرتے ہیں اور جو خرچ کرتے ہیں اسے اللہ کے مطابق نیکیاں

اور رسول کی تعلیمات قرار دیتے ہیں۔
اس آیت میں بعض اچھے عرب کے دیہاتیوں کا ذکر ہے کہ وہ جو خرچ کرتے ہیں اسے رسول کی تعلیمات اور دروس قرار دیتے ہیں تو یہاں صلوات کا ترجمہ تعلیمات اور دروس ہی درست ہوگا نماز نہیں کیونکہ وہ اپنی خرچ کو رسول کے نمازیں قرار نہیں دی جا سکتیں اور یہ ترجمہ کسی لحاظ سے درست نہیں ہے تو صلوات کا ترجمہ نمازیں نہیں ہو سکتا۔

٣) کل قد علم صلاتہ و تسبیحہ (النور:٤١)
ترجمہ ہر ایک اپنی طریقہ اور اپنے پاکی کے اظہار کو جانتا ہے
دیکھیں یہاں صلاتہ کا ترجمہ نماز بلکل نہیں کرتے کیوں نہ ہر ایک کی نماز ہے اور نہ ہی ہر ایک اپنی نماز کو جانتا ہے کیونکہ دنیا کی اکثریت نماز کو نہیں مانتی کیونکہ وہ کفار مجاہرین ہیں خاص طور پر ملحدین دہریے وہ اللہ جل شانہ کے وجود کے ہی قائل نہیں ہیں تو صلاۃ یعنی طریقہ ہر ایک اپنا طریقہ جانتا ہے جس پر وہ چل رہا ہے
صلی یصلون مصلی مصلین مصلون یہ باب تفعیل سے ہے اسکا ترجمہ پیروی کرنا ہوتا ہے اور جب علی کے صلے کے ساتھ اور مجرور زندہ ہو تو رہنمائی کرنے کے معنی دیتا ہے اور جب مجرور زندہ نہ ہو تو دعا خیر کرنے کے معنی میں آتا ہے یہ اس صلے سے نماز باجماعت کے معنی میں نہیں آتا ملاحظہ کریں:
جب ایک گھوڑا مقابلے میں آگے والے گھوڑے کے پیچ لگ جاتا ہے تو اہل عرب اسے یوں تعبیر کرتے ہیں صلی الفرس الفرس ترجمہ :" گھوڑے نے گھوڑے کی پیروی کی" اور صلی الفرس فی السباق ترجمہ" گھوڑا مقابلے میں پیچھے رہا" اور مقابلے میں دوسرے نمبر پر آنے والے گھوڑے کو اہل عرب المصلی کہتے ہیں دوسرا گھوڑا پہلے گھوڑے کے پیچھے پیچھے ہوتا ہے اس لئے اسے المصلی کہہ دیا اور مزید دلائل قرآن مبین سے دیکھیں:

١) فلا صدق ولا صلی (٣١) ولکن کذب و تولی (القیامۃ:٣٢)
ترجمہ: تو نہ اس نے تسلیم کیا اور نہ فرمانبرداری کی بلکہ اس نے جھٹلایا اور منہ موڑ لیا۔
توجہ کریں کہ آیت میں بات کافر کی ہو رہی ہے کہ اس نے تصدیق و تسلیم نہیں کی اور نہ ہی پیروی کی لا صلی کا ترجمہ ہے اس پیروی نہیں کی لہذا یہ ترجمہ کرنا غلط ہے کہ اس نے نماز نہیں پڑھی یہ ترجمہ بنتا ہی نہیں کیونکہ کافر کے بارے میں نماز پڑھی یا نہیں پڑھی یہ گفتگو نہیں ہوتی اور اللہ نے اس آیت میں صلی کو تولی کے مقابلے میں استعمال کیا ہے اور تولی کا معنی تسلیم نہ کرنا، منہ موڑ لینا تو ظاہر ہے صلی کا معنی ہوگا فرمانبرداری کرنا۔

٢) إذا مسہ الشر جزوعا (٢٠) وإذا مسہ الخیر منوعا (٢١) إلا المصلین (سال سائل:٢٢)

ترجمہ: جب اس (انسان) کو شر پہنچے تو وہ بڑا بے صبرا ہوتا ہے اور جب اسے بھلائی پہنچے تو وہ بڑا کنجوس ہو جاتا ہے سوائے فرمانبرداروں کے۔
اب المصلین کا ترجمہ نماز پڑھنے والے نہیں ہو سکتا کیونکہ کثیر نماز پڑھنے والے بے صبرے اور کنجوس ہوتے ہیں اور آیت کے مطابق المصلین بے صبرے اور کنجوس نہیں ہوتے۔

۳) أرأیت الذی ینھی (۹) عبدا إذا صلی (۱۰) أرأیت إن کان علی الھدی (۱۱) أو أمر بالتقوی (۱۲) أرأیت إن کذب وتولی (اقرء: ۱۳)
ترجمہ: تیری اسکے بارے میں کیا رائے ہے جو بندے کو روکے جب وہ فرمانبرداری کرے تیری کیا رائے ہے اگر وہ ہدایت پر ہو یا وہ تقوی کا حکم دے تیری کیا رائے ہے اسکے بارے میں اگر وہ جھٹلائے اور منہ موڑلے۔
توجہ کریں اللہ نے صلی کو تولی کے مقابلے اور ضد میں استعمال کیا ہے اور تولی کا معنی تسلیم نہ کرنا تو اسکی ضد صلی ہے تو صلی کا معنی ہوگا فرمانبردار ہونا۔
صلی جب علی کے صلے کے ساتھ اور مجرور زندہ ہو تو رہنمائی کرنے کے معنی دیتا ہے لیکن بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ صلی جب علی کے ساتھ آئے تو دعا کرنے یا رحم کرنے کے معنی میں آتا ہے اور یہ غلط ہے ہم اسے ثابت میں کریں گے اور اپنی بات میں ثابت کریں گے۔

۱) ھو الذی یصلی علیکم وملائکتہ لیخرجکم من الظلمات إلی النور وکان بالمؤمنین رحیما (الأحزاب: ۴۳)
ترجمہ: وہ ہی تو ہے جو تم تمہاری رہنمائی کرتا ہے اور اسکے فرشتے تاکہ وہ تمہیں اندھیروں سے نکال کر اجالے کی طرف لائے اور وہ مومنین پر مہربان ہے۔
اب یہاں پر دعا کرنے کا ترجمہ درست نہیں ہے کیونکہ اللہ کسی کے لئے دعا نہیں کرتا وہ تو دعا قبول کرتا ہے اور رحم کرنا بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ اسکے بعد اندھیروں سے اجالے کی طرف لانے کو علت بتایا جارہا ہے اور نہ ہی رحم کرنا معنی لے سکتے ہیں کیونکہ یہ رحم کرنے کی علت بھی نہیں بن سکتی بلکہ رہنمائی کرنے کی علت بنے گی کیونکہ اللہ رحم محض انسانوں اور جانوروں پر انھیں ہدایت دینے کے لئے نہیں کرتا کھانا پینا دنیاوی أسباب اور آسائش کا ہدایت سے کوئی تعلق نہیں ہے ہاں رہنمائی کرنے کا ہدایت سے تعلق ہے کہ وہ تمہاری رہنمائی اس لئے کرتا ہے تاکہ وہ تمہیں اندھیروں سے نکال کر اجالے میں لائے۔

۲) أولئك علیھم صلوات من ربھم ورحمة (البقرة: ۱۵۷)
ترجمہ: یہ وہ لوگ ہیں جن پر انکے آقا کی طرف سے ہدایتیں اور رحمت ہے۔
یہاں صلوات علی کے صلے کے ساتھ آیا ہے جسکا ترجمہ رحمت نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ رحمت کے بارے میں اسکے بعد ہی واؤ مغایرت

کے ساتھ ہی آرہا ہے اور دعائیں بھی نہیں ہوسکتا کیونکہ یہ ترجمہ ہی غلط ہے۔

جبریل: یہ ایک مقدس روح ہے بار بار اللہ نے اسے قرآن میں روح القدس کے لقب سے ملقب کیا ہے روح القدس یعنی مقدس روح اور الروح عربی میں اسے کہتے ہیں جس کی وجہ سے کسی میں حیات قائم ہو۔

اسرائیل: یہ ایک شخص ہیں جنکی اولادوں جنھیں بنی اسرائیل کہتے ہیں ان میں انبیاء آئے ہیں مثلا موسی و عیسی اور بہت سے نبی لیکن اسرائیل خود بھی نبی تھے اسکا ثبوت وحی سے نہیں ملتا اور بے ثبوت روایتوں کا اعتبار نہیں ہے اور بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ حضرت یعقوب کا نام اسرائیل ہے لیکن اسکا کوئی ٹھوس ثبوت نہیں ملتا سوائے سنی سنائی اور افواہ اور رسم و روایتوں کے انکی مثال عمران ہے جنکی نبوت کا ثبوت نہیں ملتا لیکن انکی اولاد میں عیسی مسیح تھے اور وہ نبی تھے۔

مصلی: یہ اسم ظرف اور اسم مفعول دونوں ہے لیکن اس آیت کے ٹکڑے میں جو مصلی ہے وہ اسم ظرف ہے یعنی وہ مقام خاص طور پر تابعداری کے لئے مقرر کرلیا جائے اسے مسجد بھی کہتے ہیں اور مزید تفصیل کے لئے الصلوۃ پر جو لغوی بحث سورۃ البقرۃ کے اوائل میں کی ہے وہ دیکھیں۔

الرکع السجود: یہ اسماء فاعل ہیں فعل اور فعول کے وزن پر جسکا معنی ہوتا ہے الرکع جھکنے والے یا تابع ہونے والے اور السجود سر رکھنے والے یا تابع ہوجانے والے اور آیت میں الرکع اور السجود ایک ہی معنی میں ہیں تابع ہونے والے۔

مثابۃ للناس: میں مثابۃ یہ اسم ظرف کا صیغہ ہے ثاب سے جسکا لوٹنا، رجوع کرنا یعنی انسانوں کی باربار واپس آنے کی جگہ یہ بیت اللہ کی صفت ہے۔

الحنیف: جو باطل سے حق کی طرف آیا ہو المعانی الجامع میں ہے الحنیف المائل من شر الی خیر یعنی حنیف جو شر سے خیر کی لوٹا ہو اور تاج العروس میں ہے وقال الراغب ھو میل من الضلال الی الاستقامۃ یعنی راغب نے کہا حنیف گمراہی سے استقامت کیطرف آنا۔

الالٰہ: وہ ہستی جسکی تقلید و تابعداری کی جاتی ہو جسے معبود بھی کہتے ہیں اسکی جمع الآلھۃ آتی ہے۔

القبلۃ: اس جھت کو کہتے ہیں جسکی طرف توجہ کی جائے اللہ نے مسجد حرام یعنی کعبہ کو قبلہ بنانے کا حکم دیا ہے۔

الشھید: صفت مشبہ ہے جسکا معنی ہے یقینی خبر دینے والا معجم الوسیط میں ہے شھد علی کذا شھادۃ اخبر بہ خبرا قاطعا ترجمہ اس نے اس بات یقینی خبر دی معجم الغنی میں ہے شھد علی جرمہ اخبر بہ خبرا قاطعا ترجمہ اس نے اس کے جرم کی یقینی خبر دی۔

الشاکر: یہ اسم فاعل ہے شکر یشکر شکرا فھو شاکر یعنی احسان ماننا یا قبول کرلینا قرآن مجید میں اؤلئك كان سعيهم مشكورا (بنی اسرائیل: ۱۹) یعنی "یہ ہیں انکی کوشش مقبول ہوگی" اور جب بندے کے لئے اللہ کا شکر ادا کرنے کی بات ہوتی ہے تو فرمانبرداری کے معنی میں آتا ہے فرمایا ان تشکر یرضہ لکم (الزمر: ۷) یعنی "اگر تو فرمانبرداری کرے گا تو وہ تجھ سے راضی ہوگا" اور فرمایا انا ھدیناہ

السبیل اما شاکرا و اما کفورا (الدھر: ۰۳) یعنی "یقینا ہم نے انسان کو رہنمائی کردی ہے اب یا تو وہ فرمانبردار بنے یا بڑے نافرمان بن جائے" اور ابلیس کا قول نقل کرتے ہوئے فرمایا لا تجد اکثرھم شاکرین (الاعراف: ۱۷) یعنی "تو ان میں سے اکثر کو فرمانبردار نہ پائے گا" اور فرمایا قلیل من عبادی الشکور (سبا: ۱۳) یعنی میرے خوب فرمانبردار بندے قلیل ہیں۔

الدابۃ: ہر وہ مخلوق ہو زمین میں چلتی اور رینگتی، ہے المعانی الجامع میں ہے کل ما یدب علی الارض یعنی ہر وہ مخلوق جو زمین پر چلتی، اور رینگتی ہے۔

المیتۃ: جو بغیر ذبح کے مرجائے اور وہ ذبح کئے جانے کی صلاحیت رکھتا ہو (لسان العرب، تاج العروس، مختار الصحاح)

ما اھل لغیر اللہ بہ: جس پر غیر اللہ کو پکارا جائے اھل یھل اھلالا یعنی آواز بلند کرنا، پکارنا اور لغیر اللہ میں لام زائدہ ہے جو نائب الفاعل اور مفعول بہ پر صلے کے طور پر آتا ہے مثلا قیل لہ یعنی اسے کہا گیا یہاں لام زائد تھا اس وجہ سے اسکا ترجمہ نہ ہوا یوں ترجمہ نہیں کریں گے اس کے لئے کہا گیا یہ تعبیر اہل عرب کے خلاف ہے اور یہ جملے محاورتا اس کے بارے میں کہا جاتا ہے جس پر ذبح کرتے وقت غیر اللہ کا نام لیا گیا ہو۔

الیتامی: یہ یتیم کی جمع ہے یتیم بروزن فعیل وہ کمزور بچہ یا بچی جس کے سر پر اسکے والد کا سایہ نہ ہو اگر والد زندہ ہو المعانی الجامع میں ہے الصغیر الفاقد الاب من الانسان یعنی وہ چھوٹا بچہ جس کے باپ کی کفالت نہ ہو۔

المساکین: یہ مسکین کی جمع ہے اسکا معنی ہوتا ہے سخت محتاج یا عاجز کمزور تو قرینہ کلام سے ایک معنی متعین ہوتے ہیں یہ الفقیر سے زیادہ بری حالت میں ہوتا ہے الفقیر محتاج کو کہتے ہیں اور مسکین سخت محتاج۔ معجم الرائد میں ہے مسکین فقیر محتاج اشد الاحتیاج مسکین مقھور ذلیل خاضع یعنی مسکین یعنی سخت محتاج مسکین یعنی مجبور کمزور عاجز۔

الرقاب: یہ الرقبۃ کی جمع ہے جس کے مختلف معانی آتے ہیں الرقبۃ گردن اور ہر انسان پر اسکا اطلاق ہوتا ہے اور غلام اور باندی کو بھی کہتے ہیں اور سیاق و سباق یعنی قرینہ کلام سے اسکا معنی کسی مقام پر متعین ہوتا ہے۔

الرفث: فحش باتیں کرنا جو مرد عورت سے کرتا ہے معجم الوسیط میں الرفث کلمۃ جامعۃ لما یرید الرجل من المرآۃ فی سبیل الاستمتاع بھا من غیر کنایۃ یعنی الرفث وہ جامع کلمہ جو لطف اندوزی کے لئے صاف صاف مرد عورت سے کرتا ہے۔

الفرقان: وہ شیء جو حق و باطل میں فرق کرے یا حجت و دلیل۔ معجم الوسیط میں ہے الفرقان البرھان و الحجۃ الفرقان کل ما فرق بین الحق و الباطل یعنی الفرقان یعنی قطعی دلیل اور حجت اور فرقان ہر وہ شیء جو حق و باطل میں فرق کرے۔

الخیط الابیض اور الخیط الاسود: معجم الوسیط میں ہے الخیط الابیض بیاض النھار و الخیط الاسود سواد اللیل یعنی الخیط الابیض یعنی دن کی سفیدی اور الخیط الاسود یعنی رات کی سیاہی۔ لسان العرب میں ہے قال امیۃ بن ابی الصلت الخیط الابیض ضوء الصبح

منفلق۔۔۔ الخيط الاسود لون الليل مركوم یعنی امیہ بن ابو صلت نے کہا خیط ابیض صبح کی روشنی جو پھوٹی ہو خیط اسود رات کا گھیرا رنگ۔یہ ہی بات معجم الغنی اور القاموس الوحید میں بھی ہے۔

اللیل: رات کو کہتے ہیں اسکو دو طرح سے سمجھیں:

1) اللہ نے اللیل اس وقت کو قرار دیا جب روشنی نہیں ہوتی اور وقت مغرب رات نہیں شام کا وقت ہوتا ہے جس میں روشنی ہوتی ہے اللہ نے فرمایا وجعلنا الليل والنهار آيتين فمحونا آية الليل وجعلنا آية النهار مبصرة (بنی اسرائیل:١٢) یعنی اور ہم نے رات اور دن کی دو علامتیں رکھی ہیں تو ہم نے رات کی علامت مٹا رکھی ہے اور ہم نے دن کی علامت روشن رکھی ہے۔وجعلنا الليل لباسا (النبا:١٠) یعنی ہم نے رات کو ڈھانپنے والا بنایا۔وأغطش ليلها وأخرج ضحاها (النازعات:٢٩) یعنی اور اس نے اسکی رات کو اندھیر کیا اور اسکی روشنی کو نکالا۔

اس سب قرآنی آیات سے معلوم ہوا اللیل وہ وقت ہے جب تاریکی اور اندھیرا ہو تو اگر ماحول روشنی والا ہو تو اللیل نہیں جس کو رات بھی کہتے ہیں اور یہ رات کا اندھیرا مغرب کے تقریبا دس منٹ بعد مشرق سے طلوع ہوتا ہے اور طلوع لیل کے تیس منٹ بعد غسق لیل یعنی وہ اندھیرا پورے آسمان پہ چھا جاتا ہے اور مغرب اور اسفار کا وقت کو اللیل نہیں کہیں گے۔

2) اشیاء کو انکی اضداد سے معلوم کیا جاتا ہے اللیل کی ضد ہے النہار یعنی دن تو جب تک النہار رہے گا اللیل نہیں آسکتی اور اب دیکھتے ہیں النہار یعنی دن کی علامت کیا ہے فرمایا فرمایا وجعلنا الليل والنهار آيتين فمحونا آية الليل وجعلنا آية النهار مبصرة (بنی اسرائیل:١٢) یعنی اور ہم نے رات اور دن کی دو علامتیں رکھی ہیں تو ہم نے رات کی علامت مٹا رکھی ہے اور ہم نے دن کی علامت روشن رکھی ہے۔هو الذی جعل لكم الليل لتسكنوا فيه والنهار مبصرا (یونس:٦٧) یعنی وہ ہی ہے جس نے تمہارے لئے رات اس لئے بنائی تاکہ تو اس میں سکون لے سکے اور دن کو روشن بنایا۔ألم يروا أنا جعلنا الليل ليسكنوا فيه والنهار مبصرا (النمل:٨٦) یعنی کیا انھیں نہیں پتا کہ ہم نے رات کو اس لئے بنایا کہ وہ اس میں سکون لیں اور دن کو روشن بنایا۔

معلوم ہوا النہار یعنی دن کی علامت ہے کہ وہ روشن ہوگا تو جب تک روشنی ہوگی النہار یعنی دن رہے گا لہذا مغرب اور اسفار کا وقت دن میں شامل ہے کیونکہ اس وقت تو اچھی خاصی روشنی ہوتی ہے۔

الفجر: صبح کی روشنی کو کہتے ہیں معجم الوسیط میں ہے الفجر انكشاف ظلمة الليل عن نور الصبح یعنی فجر یعنی صبح کی روشنی سے رات کی سیاہی دور ہوجائے اور اسہی بات کی وضاحت اللہ تعالی نے اپنی کتاب میں کی فرمایا حتى يتبين لكم الخيط الابيض من الخيط الاسود من الفجر (البقرۃ:١٨٧) یعنی "یہاں تک کہ دن کی سفیدی رات کی سیاہی سے جدا ہو کر واضح ہوجائے یعنی فجر ہوجائے" اس آیت میں اللہ تعالی نے دن کی سفیدی رات کی سیاہی سے الگ ہو کر نمایاں ہو اسے فجر قرار دیا۔

العمرۃ : اسکا معنی ہے پسندیدہ شیء کی زیارت کرنا تاج العروس میں العمرۃ بالضم ھی الزیارۃ التی فیھا عمارۃ الود یعنی عمرہ وہ زیارت جس میں بہت محبت ہو اور معجم الرائد میں ہے العمرۃ القصد الی مکان عامر یعنی عمرہ آباد مکان کا ارادہ کرنا اوریوں ہی مرد کا اپنی عورت کے پاس اپنے سسرال آنا اور العمرۃ: الاحرام و الطواف و السعی بین الصفا و المروۃ و الحلق یعنی "عمرہ احرام اور طواف اور صفا و مروہ کے درمیان دوڑنا اور حلق کرنے کو کہتے ہیں" یہ بھی عمرہ لغوی معنی ہیں اہل عرب محمد رسول اللہ کی بعثت سے قبل ہی ملت ابراہیمی کے ذریعے اسے جانتے تھے جس میں انہوں نے بہت حد تک تبدیلی کر رکھی تھی لہذا اللہ نے ان کی بدعات کا رد اپنی کتاب میں کیا اور جو ملت ابراہیمی کی صحیح باتیں تھیں انہیں برقرار رکھا۔

التھلکۃ : ہر اس شیء کو کہتے ہیں جسکا انجام ہلاکت ہو معجم الرائد میں ہے کل ما کانت نھایتہ الی الھلاک یعنی ہر وہ شیء جسکا انجام ہلاکت ہو۔

عرفات : یہ مشہور پہاڑ ہے مکہ کے قریب۔

المشعر الحرام : اصطلاحی اعتبار سے المشعر الحرام کے معنی میں اہل لغت کا بہت اختلاف ہے کسی نے کہا مزدلفہ کو کہتے ہیں کسی نے کہا بلکہ مزدلفہ میں ایک جگہ کو کہتے ہیں کسی نے مزدلفہ میں ایک پہاڑ ہے جسکا نام قزح ہے اسے المشعر الحرام کہتے ہیں لیکن میرے نزدیک محقق یہ ہے کہ المشعر الحرام جو آیت میں ہے کوئی اصطلاح نہیں ہے بلکہ المشعر کہتے ہیں عبادت گاہ اور الحرام یعنی مقدس مطلب مقدس عبادت گاہ عرفات سے نکل کر اس کے پاس اللہ کا ذکر کرنا ہے باقی اصطلاحی معانی کا رد ہم نے اس وجہ سے کردیا کہ ان میں اہل لغت کا اضطراب ہے اور کسی کے تعین پر کوئی قطعی ثبوت نہیں ہے تو اگر اسکے اصطلاح معنی صحیح ہوتے تو اللہ اسے ضرور محفوظ رکھتا کیونکہ اللہ اس نصیحت کا محافظ ہے جو اس نے نبی پر اتاری بس اسکا مفرد معنی محفوظ ہے جو ہم نے کردیئے ہیں۔

الخمر : نشہ آور مشروب کو کہتے ہیں اسے اردو میں شراب بھی کہتے ہیں انگور کی ہو یا کھجور کی کسی کی بھی وہ خمر ہے الخمر ما اسکر من الشراب وعصیر العنب ونحوہ یعنی ہر نشہ دینے والا مشروب انگور کا شیرہ یا یا کسی اور کا (معجم الوسیط)۔

المیسر : میم مفتوح ہے یاء ساکن ہے سین مکسور ہے جوا، بازی لگانا معجم الوسیط میں ہے المیسر القمار یعنی المسیر جوا ہے اور معجم الوسیط اور تاج العروس میں ہے المیسر کل شیء فیہ قمار حتی لعب الصبیان بالجوز یعنی المیسر یعنی ہر وہ شیء جس میں جوا ہو حتی کہ بچے جوزیچ سے کھیلتے ہیں۔ جوئے ہر اس بازی کو کہتے ہیں جس میں جیتنے والا ہارنے والے کوئی شیء کا حقدار بنے۔

عرضۃ : عین پر پیش اور راء پر سکون ہے معجم الوسیط میں ہے العرضۃ جعلہ عرضۃ لکذا: نصبہ لہ ھدفا یعنی العرضۃ مطلب وہ شیء جسے اس لئے مقرر کیا جائے تاکہ اس پر نشانہ لگا سکیں۔

التواب : اسکی جمع ہے التوابون التوابین یہ بروزن فعال عین کی تشدید کے ساتھ ہے یہ مبالغہ کا صیغہ ہے تاب یتوب توبۃ سے اسکا معنی

ہوتا ہے رجوع کرنا توبہ کرنا نرمی کرنا۔ اللہ کے لئے جب تاب یا التواب کا صیغہ استعمال ہوتا ہے تومراد توبہ قبول کرنے والا یا نرمی کرنے والا اور جب بندے کے ساتھ آتا ہے تو دونوں معنی ہوسکتے ہیں سیاق و سباق سے اسکا تعین ہوگا۔

قروء: قاف اور راء کے ضم کے ساتھ ہے یہ قرء کی جمع ہے یہ ایسا لفظ ہے جو متضاد معنی میں استعمال ہوتا ہے اسکا ایک معنی حیض اور دوسرا معنی طھر ہے قرینہ کلام سے علم ہوتا ہے کہ قرء ان دونوں میں سے کس معنی میں آیا ہے۔

المولود لہ یعنی الذی ولد لہ مطلب جس کے لئے اولاد جنی گئی ہو۔

الرزق: یہ مصدر ہے رزق یرزق کا اور بمعنی مفعول بہ آتا ہے یعنی مرزوق اسکا معنی ہوتا جو نعمت اللہ نے دی ہو کھانا پینا گھر کپڑا سامان زیست سب اس کے اطلاق میں شامل ہیں۔

القیوم: اس ذات کو کہتے ہیں جو ہر شیء کا دائمی نگران ہو المعانی الجامع میں ہے القیوم دائم القیام علی کل شیء۔

الطاغوت: بڑا نافرمان بڑا سرکش۔ المعانی میں ہے الطاغوت الطاغی المعتدی او کثیر الطغیان۔

الغی: گمراہی، فساد۔

العروۃ الوثقی: مضبوط رسی۔

الفحشاء: اس کا معنی ہوتا ہے زنا یا ہر وہ قول و فعل جو حد سے باہر ہو جیسا کہ لغات عرب اس پر شاہد ہیں۔

الخبیث: بے کار، ناگوار، باطل، ناپاک، حرام۔

الربا: وہ شیء جو عقد میں اصل مال کے عوض پر اضافی مقرر ہو اور یہ ہی بات لغات عرب میں موجود ہے اور جو اضافہ اصل مال کے عوض میں مقرر ہو وہ نفع کہلاتا ہے مثلا ایک ہزار کی شیء دوہزار کی فروخت کی تو ایک ہزار اضافی بیع کرنے والے کا نفع ہے اور جو اضافہ اصل مال کے عوض پر زائد تو ہو لیکن عقد میں مقرر نہیں تھا وہ صدقہ کہلاتا ہے مثلا ایک لاکھ ادھار لیا اور واپس بھی ایک لاکھ ہی دینا مقرر ہوا لیکن جب اس نے ادھار واپس کیا تو دس ہزار اپنی خوشی سے اوپر دے دیئے تو یہ اضافہ ربا و سود نہیں بلکہ صدقہ ہے۔ ربا کو اردو میں سود اور بیاج بھی کہتے ہیں۔

رھان مقبوضۃ: الرھان الرھن کی جمع ہے اور الرھن مطلب گروی رکھی ہوئی چیز اور الرھان جمع ہے تو گروی رکھی ہوئی چیزیں اور مقبوضہ یعنی قبضہ کی ہوئی چیز تو ترجمہ ہوگا "گروی سامان جس پر قبضہ کیا گیا ہو"۔

اولوالالباب: اولوا یہ اسم اشارہ ہے جو جمع کا مفہوم دیتا ہے اسکا ترجمہ ہوتا ہے اصحاب، والے اور مضاف ہو کر استعمال ہوتا ہے اور الالباب یہ اللب کی جمع ہے اللب کا معنی ہوتا ہے حقیقت، خلاصہ، عقل۔ اولوا الالباب یعنی اہل حقیقت یا اہل عمل، حق پرست لوگ۔

محکمات: یہ محکم کی جمع ہے یہ اسم مفعول ہے باب افعال سے ہے معنی مضبوط شیء آیات محکمات یعنی ایسی آیتیں جو آپس میں مشابہت نہ ہونے کی وجہ سے مضبوطی رکھتی ہیں اسکی ضد آتی آیات متشابہات یعنی آپس میں مشابہت رکھنے والی آیتیں۔

النفس: یہ وہ شیء ہے جس سے جاندار اشیاء کا ادراک کرتا ہے اور جب انسان سوتا ہے تو قرآن مجید کے مطابق اس کے جسم سے اسکا نفس نکل جاتا ہے تو یہ ہی وجہ ہوتی ہے کہ اسکے ادراکات کچھ وقت کے لئے معطل ہوجاتے ہیں اپنے اردگرد کے امور کو دیکھنے سننے سے رک جاتا ہے پھر جب اللہ اسکا نفس واپس کردیتا ہے تو وہ جاگ جاتا ہے یا زبردستی جگائیں تو نفس واپس ڈال دیا جاتا ہے۔ نفس نکل جانے پھر بھی وہ نہیں مرتا کیونکہ روح اس کے جسم میں باقی رہتی ہے اور موت تب واقع ہوتی ہے جب نفس اور روح دونوں خارج ہوجائیں۔

حصور: جو خود کو خواہشات سے باز رکھتا ہو لغات میں حصور ممتنع عن الانغماس فی الشھوات۔

الرسول: وہ شخص جسے پیغام دے کر کسی کی طرف بھیجا جائے اسے اردو میں قاصد یا پیغام رساں بھی کہتے ہیں اور جب اللہ کسی کو پیغام رساں بناتا ہے تو اسے رسول اللہ کہتے ہیں یہ کوئی فرشتہ بھی ہوسکتا ہے کوئی انسان بھی اور جب اللہ تعالی کسی انسان کو اپنے بندوں کی طرف اپنا پیغام رساں بناتا ہے تو اسے رسول اللہ اور نبی اللہ دونوں کہہ سکتے ہیں نبی اور رسول میں بس یہ ہی فرق ہے کہ نبی صرف بشر ہوتا ہے اور رسول غیر بشر بھی ہوسکتا ہے۔ الرسول پیغام کو بھی کہتے ہیں تو رسول کے دو معنی ہیں قاصد اور پیغام جب کلمہ رسول جملے میں آئے گا تو اسکا معنی متعین ہوجائیں گے۔

سجد: اسکے مصدری معنی ہیں تابع ہوجانا یا جھکنا یا سر نیچے رکھنا۔ معجم الرائد، معجم الوسیط اور مختار الصحاح میں ہے سجد خضع یعنی سجد مطلب تابع ہوا قرآن مجید یہ اسکا تابع ہونا معنی بھی کئی جگہ آیا ہے مثلا اللہ نے فرمایا اذا قرء علیھم القرآن لا یسجدون (الانشقاق:۲۱) یعنی جب انھیں قرآن پڑھ کر بتایا جائے تو تابع نہیں ہوتے۔ اور بہت سی جگھوں پر تابع ہونے کے معنی میں استعمال ہوا یعنی دل سے جھک جانا۔

رکع: اسکے مصدری معنی ہے جھکنا، حالت کمزور ہونا، تابع ہونا (معجم العربیۃ المعاصر، لسان العرب، معجم عربی عامۃ)۔ سیاق و سباق سے معنی متعین ہوتا ہے کہ بات کس کی چل رہی ہے۔

اھل الکتاب: یہ مضاف مضاف الیہ ہے اس میں الکتاب کی اضافت اھل کی طرف ہے الکتاب یعنی کتاب اللہ اور اھل یعنی التزام کرنے والے، حقدار بننے والے، مستحقین تو اضافت کے ساتھ ترجمہ ہوا جو کتاب اللہ کا التزام کرنے والے معجم الوسیط میں ہے اھل کذا: مستحق لہ یعنی فلاں کا اھل یعنی اسے التزام کرنے والا، اسکا مستحق۔ اھل الکتاب صرف یھود و نصاری کو نہیں بولتے کیونکہ اللہ نے بعض اہل کتاب کو مسلمان قرار دیا ہے اور انکی بڑی تعریفین کی ہیں اور انھیں نیک لوگ قرار دیا ہے دیکھیں (آل عمران:

۱۱۰، ۱۱۴، ۱۱۳) اور یہود و نصاری نہ مومن ہیں نہ نیکوکار نہ ان سب صفات سے متصف ہیں جو ان آیتوں میں بعض اہل کتاب کو دی گئی ہیں اور اکثر اہل کتاب کو اللہ نے غیر مسلم بھی کہا ہے دراصل اہل کتاب اسے کہتے ہیں جو کتاب اللہ پر حق جتاتا ہو اس میں یہود و نصاری بھی شامل ہیں کیونکہ وہ تورات کے حقدار بنتے ہیں اور یہ کتاب اللہ ہے اگرچہ اب یہ موجود نہیں ہیں اور اس میں مسلمین بھی شامل ہیں جو قرآن مجید پر حق کا اظہار کرتے ہیں اور اس پر حقیقت میں عمل پیرا ہیں اور نام نہاد مسلمان بھی اہل کتاب ہیں جو دراصل مرتد یا مرتد کی غیر مسلم اولادیں ہیں مثلا غیر اللہ کے قول کو دین میں حجت ماننے والے یعنی غیر اللہ کے مقلدین یہ بھی یہود اور نصاری کی طرح اہل کتاب ہیں کیونکہ یہ کتاب اللہ قرآن مجید پر حق کا اظہار کرتے ہیں اس پر عمل کا دعوی کرتے ہیں اور ہندو اور مجوسی اہل کتاب نہیں ہیں کیونکہ یہ لوگ جس مذہبی کتاب پر اپنا حق جماتے ہیں وہ کتاب اللہ تھیں اسکا کوئی یقینی ثبوت نہیں ہے مثلا گیتا یا ویدیں اگرچہ انکا یہ دعوی ہے کہ یہ خدا کی کتابیں ہیں اور اسطرح مجوسی اپنی مذہبی کتاب اوستا پر حق کا اظہار کرتے ہیں کہ وہ اسکے عامل ہیں لیکن اسکا بھی الہامی ہونا یقینی سے ثابت نہیں۔

الربانی: اسکی جمع آتی ہے الربانیون الربانیین یعنی پڑھنے پڑھانے والے لوگ کیونکہ اللہ نے فرمایا ربانی بن جاؤ کیونکہ تم کتاب اللہ کی تعلیم دیا کرتے تھے اور مطالعہ کیا کرتے تھے (آل عمران: ۷۹) اور جو صرف اللہ کی تابعداری و تقلید کرے یا جو علم و عمل میں کامل ہو اسے بھی ربانی کہتے ہیں۔

ارباب: یہ رب کی جمع ہے رب کا معنی ہے آقا و مالک و مدبر اور پالنے والا رب العالمین یعنی کائنات کا آقا و مالک کہ پوری کائنات اسکے حساب سے چلتی ہے اور اسکے بندوں پر حق ہے کہ وہ اسکے احکام کے حساب سے چلیں یہ ہے رب کا مفہوم۔ ملائکہ یا انبیاء کو اپنا رب بنانا مطلب انھیں اپنا مالک و آقا بنا لینا۔

الذین اوتوا الکتاب: الذین اسم موصول ہے اور اوتوا فعل ماضی مجہول ہے آتا یؤتی ایتاء سے ہے باب افعال ہے معنی ہے دینا، عطا کرنا اور الکتاب اسکا مفعول بہ ترجمہ ہوا" وہ لوگ جنھیں کتاب اللہ دی گئی ہے" اسکے عموم میں ہر وہ کافر شامل ہے جس کے پاس کسی بھی ذریعے سے قرآن مجید موجود ہو کہ اللہ نے اسے کتاب اللہ دی ہے اور یوں ہی مسلمین بھی اس میں شامل ہیں۔

بکۃ: یہ مکہ کا دوسرا نام ہے بکہ کا مطلب ہوتا ہے پیسنا، ریزہ ریزہ کرنا مکہ کو بکہ اس وجہ سے کہتے ہیں کیونکہ وہاں اژدہام کی وجہ سے لوگ پس جاتے ہیں (المعانی الجامع)۔

المعروف: ہر وہ شیء جس کا اچھا ہونا دین یا عقل سے پہچانا جائے جیسا کہ لغات عرب میں مذکور ہے لیکن جب قرآن مجید میں آتا ہے تو ظاہر ہے مراد ہوتی ہے ہر وہ شیء جو شرعا اچھی ہو، اللہ کے حساب سے اچھی ہو یعنی اس میں فرض اور مستحب دونوں شامل ہیں کیونکہ قرآن مجید دین کی کتاب ہے جس میں اللہ کی آراء موجود ہیں جنکا اس نے ہمیں پابند بنایا ہے۔

المنکر: یہ المعروف کی ضد ہے یعنی ہر وہ شیء جس کا ناگوار ہونا دین یا عقل سے پہنچانا جائے اور جب قرآن مجید میں المنکر آتا ہے تو مراد جو شیء شرعاً ناگوار ہوں کیونکہ وہاں شریعت بیان ہورہی ہوتی ہے اس میں ہر وہ شیء شامل ہوگی جو شرعاً مکروہ اور حرام ہے کیونکہ حرام بھی شرعاً ناگوار ہے۔

البیان: تشریح معجم الغنی میں ہے بیان حقیقة توضیح للکشف و اظهار الحقیقة ترجمہ بیان حقیقت مطلب تشریح کرنا اور حقیقت کا اظہار کرنا اور غنی عن البیان مطلب ان الامر لا یحتاج الی توضیح او فصاحة ترجمہ بیان سے غنی ہونے کا مطلب کہ کسی بات کو تشریح یا فصاحت کی ضرورت نہیں ہے۔ معجم اللغة العربیة المعاصر میں ہے دلیل و حجة و شرح و توضیح ترجمہ بیان دلیل اور حجت اور تشریح و توضیح کو کہتے ہیں۔

قدیر: اسم مبالغہ کے طور پر بھی استعمال ہوتا ہے یعنی وہ ذات جو پوری طور پر قادر ہو اور اسے بھی کہتے ہیں جو باحکمت طریقے سے قادر ہونا۔ لسان العرب میں ہے ھو للمبالغة یعنی یہ مبالغہ کا صیغہ ہے اور معجم الوسیط میں ہے القدیر ذو القدرة البالغة ترجمہ القدیر خوب قدرت والا۔

الربیون: یہ الربی کی جمع ہے ربی اس متقی عالم کو کہتے ہیں جو رب کی تقلید کرتا ہو معجم الغنی میں ہے ربی عالم تقی الذی یعبد الرب۔

المتوکلین: یہ المتوکل کی جمع ہے یعنی اعتماد کرنے والا بھروسہ کرنے والا۔

جهنم: یہ لفظ قرآن میں جگہ جگہ آتا ہے لیکن اور ہم اسے ایک جگہ کے نام سے یاد کرتے ہیں لیکن جھنم بہت گہرائی کو کہتے ہیں جھنم ایک کافی گہری جگہ ہے جہاں کافروں کو سزا دی جائے گی القاموس المحیط میں ہے جهنم بعیدة القعر یعنی بہت گہرائی۔

الزکوة: اضافہ، بڑھوتری، برکت یا مال کا افضل و بہترین حصہ معجم الغنی اور معجم الوسیط میں ہے النماء و البرکة و الزیادة و خیار الشیء و افضله ترجمہ بڑھوتری، برکت، اضافہ اور شیء کا افضل حصہ۔

صابروا: اسکا مصدر مصابرة اور صبار ہے فعل امر جمع ہے اسکا معنی ہوتا ہے صبر میں ایک دوسرے سے مقابلہ کرنا۔

رابطوا: اسکا مصدر مرابطة اور رباط ہے فعل امر جمع ہے اسکا معنی ہے برقرار رہنا، جمے رہنا۔

رقیب: نگران، محافظ جس سے کچھ چھپا نہ ہو، نظر رکھنے والا۔

حوب: ہلاکت، گناہ۔

صدقات: صاد پر زبر اور دال پر پیش ہے اسکی واحد الصدقة ہے صاد پر فتح ہے دال پر ضمہ ہے قاف پر فتح ہے اسکا معنی ہے مہر۔

نحلة: جو بلا عوض کے دیا جائے، عطیہ۔

ھنیئاً مریئاً: لذیذ بلا مشقت۔

ما ملکت ایمانکم یا ما ملکت ایمانھم یہ جملہ بہت جگہ قرآن حکیم میں آتا ہے یہ عرب کی اصطلاح ہے جس میں مراد وہ خدام لیا کرتے تھے اور بعض اوقات وہ جنگ میں عورتوں، بچوں اور مردوں کو لاتے تو انہیں اپنا خادم بناتے تو انہیں بھی اس ہی جملے سے تعبیر کرتے تھے خادم کو اس مذکورہ جملے سے تعبیر کرنے میں یہ ضروری نہیں کہ اسے جنگ سے بھی لایا گیا ہو تو اللہ تعالی نے فرمایا من لم یستطع منکم طولا ان ینکح المحصنت المؤمنت فمما ملکت ایمنکم من فتیتکم المؤمنت (النساء: ۲۵) یعنی "تم میں سے جو کوئی پاکدامن مؤمنہ عورتوں سے نکاح کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو وہ ان ماملکت ایمانکم سے نکاح کرلے یعنی تمہاری مومنہ خادمائیں"۔ اس آیت میں اللہ نے خود ہی تعبیر عرب بتادی کہ ماملکت الایمان خدام کو کہتے ہیں اور قرینے سے پتہ لگتا ہے کہ مرد خادم مراد ہیں یا عورتیں یا دونوں۔

الفاحشۃ: بے حیائی یا برا قول و فعل یا زنا۔ الفاحشۃ یا الفواحش، جب جملے میں آتا ہے تو قرینے سے پتہ لگتا ہے کہ اس سے مراد کیا ہے جب قرآن مجید الفاحشۃ یا الفواحش آتا ہے۔ اللہ نے تین باتوں کو فاحشہ کہا ہے 1) زنا 2) قوم لوط کا عمل 3) ان سے نکاح کرنا جن سے اسکے آباء نے نکاح کیا ہو۔ اور بعض جگہ قرآن مجید میں فاحشہ بے حیائی کے معنی میں نہیں بلکہ برے قول و فعل کے معنی میں ہے اور معانی کا تعین سیاق و سباق سے ہوتا ہے معجم الوسیط میں ہے الفاحشۃ القبیح الشنیع من قول او فعل۔ یعنی الفاحشۃ مطلب برا قول یا فعل۔

المحصنات: صاد پر زبر ہے یعنی سہاگن، پاکدامن، جو کسی جنسی معاہدے سے آزاد ہو۔ اب کس جگہ کونسا معنی متعین ہوگا اسکا فیصلہ کلام کا سیاق و سباق کرے گا جو معنی سیاق و سباق سے متعین ہو وہ ہی مراد ہے۔

قوام قاف پر زبر ہے اور واو پر تشدید۔ قوام یعنی متولی، نگہبان اور جب علی کے ساتھ آئے مثلاً زید قوام علی بکر یعنی زید بکر پر نگہبان مقرر ہے کہ وہ اسکے معاملات سنبھالے گا ذمہ داری اٹھائے گا۔

لمستم النساء: لمستم اسکا مصدر اللمس ہے جس سے یہ فعل ماضی جمع مذکر حاضر ہے اسکا معنی ہوتا ہے جب اسکا مفعول بہ عورت بن رہی ہو تو اسکا معنی جماع کرنا تب ہوگا جب اس پر جملے میں کوئی دلیل و قرینہ موجود ہو لیکن آیت میں لمستم النساء کا ترجمہ ہے "تم عورتوں کو چھوؤ" ہمبستری کا معنی نہیں ہے کیونکہ اگر ہمبستری مراد ہوتی تو اللہ صاف صاف الفاظ استعمال کرتا کیونکہ اللہ کا کلام نہایت واضح ہے۔

الغائط: پائے خانہ، وہ جگہ جہاں بول براز کیا جاتا ہے۔

جنب: جیم اور نون کے پیش کے ساتھ ہے اسکے تین معانی لغات عرب میں ہیں 1) اجنبی 2) جس پر منی اترنی کی حالت طاری ہو 3) دور۔ معجم الوسیط میں ہے الجنب البعید ترجمہ جنب اسے کہتے ہیں جو دور ہو اور الجنب من اصابتہ جنابۃ یعنی جنب اسے کہتے ہیں جس

پر جنابت کی حالت طاری ہو اور سیاق و سباق کے تقاضے سے ہی معنی متعین ہوگا۔

الجار ذی القربی: الجار کہتے ہیں پڑوسی کو یعنی وہ لوگ جو گھر کے ملے ہوئے گھر میں رہتے ہوں جو ایک گھر چھوڑ کر دوسرے گھر میں رہتے ہیں انھیں الجار یعنی پڑوسی نہیں کہتے اور ذی القربی یعنی قربت والا تو معنی ہوا وہ پڑوسی جس سے گھر والوں کی قربت حاصل ہو میل جول ہو۔

الجار الجنب: الجار یعنی پڑوسی اور الجنب یعنی اجنبی مطلب ایسا پڑوسی جس سے میل جول نہ ہو اجنبی ہو کر رہتے ہوں۔

یحرفون الکلم: یحرفون کا مصدر تحریف ہے بات تفعیل سے اسکا معنی ہے تبدیل کرنا بدلنا ترجمہ وہ باتوں کو بدلتے ہیں۔

السبت: روز ہفتہ، سنیچر کا دن جو یھود کا خاص عبادت کا دن ہے۔

الجبت: ہر وہ ذات جس کی اللہ کے سوا تابعداری کی جاتی ہو اسکو الہ بھی کہتے ہیں (لسان العرب، معجم اللغة العربية المعاصر، القاموس المحيط، معجم الوسيط)۔

نقیر: بروزن فعیل اسم مفعول کے معنی میں ہوتا ہے مثلا قتیل بمعنی مقتول نقر ینقر یعنی کھرچنا اور نقیر جو شیء کھرچی ہوئی ہو۔

فتیل: بروزن فعیل اسم مفعول کے معنی میں ہوتا ہے فتل یفتل بمعنی مفتول بٹا ہوا مطلب وہ شیء جسے بٹا ہوا ہو مثلا بٹی ہوئی رسی۔

اولوا الامر: یہ اجزاء پر مشتمل ہے اولو یعنی والے، اصحاب اور الامر یعنی حکم اور اضافت کے ساتھ ہے تو معنی ہوا حکم نافذ کرنے والے، امیر المومنین، امیر الجیش، سلاطین و حکمران۔ المعانی میں ہے اولوا الامر اصحاب السلطة و التنفيذ ترجمہ سلطنت و نافذ کرنے والے۔

الصدیق: بہت سچا، جو اپنی بات کا پکا ہو (المعانی)

کاد یکاد: یہ فعل مقاربہ کے طور پر بھی آتا ہے ترجمہ ہوتا ہے قریب ہے کہ اور اراد یرید کے معنی میں بھی آتا ہے یعنی ارادہ کرنا۔ اللہ نے فرمایا اکاد اخفیھا (طہ:۱۵) ترجمہ میں اسے چھپانا چاہتا ہوں۔

یستنبطون: ترجمہ وہ تلاش و چھان بین کرتے ہیں یا کریں گے۔

ضرب فی سبیل اللہ او فی الارض: اللہ کی راہ میں لڑنا اور زمین میں لڑنا۔

المجاھدون: یہ اسم فاعل جمع کا صیغہ ہے اسکا مصدر مجاھدۃ اور جھاد آتا ہے یعنی خوب کوشش کرنا، مبالغے کے ساتھ کوشش کرنا۔

الامانی: یہ الامنیۃ کی جمع ہے معجم الرائد میں ہے امنیۃ کی جمع امانی اور امان ہے اسکی دو معانی ہیں 1) جسکی خواہش ہو 2) جھوٹ۔

غرور غین پر زبر ہو تو اس سے مراد وہ شیء جو انسان کو دھوکا دے اور اس دوائی کو بھی کہتے ہیں جس سے غرغرہ کیا جائے اور جب غین پر ضمہ یعنی پیش ہو تو مطلب ہوتا ہے دھوکا، باطل (المعانی)۔

قوامین بالقسط : انصاف کو لازم پکڑ لینا۔

الصاعقة: عذاب، ہر مہلک عذاب، عذاب کی چھنگاڑ (معجم الرائد، القاموس المحیط)۔

زبور : کتاب اسکی جمع زبر آتی ہے زاء اور باء کے ضمہ کے ساتھ (معجم الوسیط، معجم الرائد، معجم الغنی)۔

بهیمة الانعام : بھیمۃ عربی کا لفظ ہے جسکا معنی ہوتا ہے چار پاؤں والا سوائے درندوں اور پرندوں کے اور الانعام یعنی جانور تو بھیمۃ الانعام : ہر چار پاؤں والا جانور۔ معجم الغنی و معجم اللغة العربية المعاصرة و الوسیط میں ہے البهيمة كل ذات اربع قوائم ولو فی الماء ما عدا السباع یعنی بھیمہ یعنی ہر چار پاؤں والا اگرچہ پانی میں رہنے والا ہو اور لسان العرب میں ہے كل ذات اربع قوائم من دواب البر والماء والجمع بهائم یعنی ہر چار پاؤں والا خشکی کا ہو یا پانی کا اور اسکی جمع بہائم آتی ہے۔

الكفر: کفر عربی کا لفظ ہے جسکا معنی ہوتا ہے ٹھکرانا، نفی کرنا، رد کرنا، اظہار براءت کرنا، ناشکری کرنا اور چھپانا ہے جسطرح لغات عرب میں دیکھا جاسکتا ہے اللہ نے فرمایا فمن يكفر بالطاغوت ويؤمن بالله فقد استمسك بالعروة الوثقى (البقرة) یعنی "تو جو طاغوت کو ٹھکرائے اور اللہ کو قبول کرے تو اس نے مضبوط رسی کو تھام لیا " اور اللہ نے فرمایا انا هدينه السبيل اما شاكرا واما كفورا (الانسان) یعنی " بے شک ہم نے اسے راہ حق کی رہنمائی کی ہے اب یا تو وہ شکر گذار بنے اور یا ناشکرا بنے "اور اللہ نے فرمایا ثم يوم القيمة يكفر بعضكم ببعض (العنكبوت) یعنی " پھر روز قیامت تم ایک دوسرے سے بری ہوجاؤ گے " اور فرعون کا قول جو اس نے جناب موسی کو کہا نقل کیا وفعلت فعلتك التی فعلت وانت من الكفرين (الشعراء:۱۹) ترجمہ "اور تو نے اپنا فعل کیا جو تو نے کیا اور تو ناشکروں میں سے تھا "۔ جب کوئی شخص اللہ کی حکم کی نافرمانی و مخالفت کرتا ہے تو وہ اپنے عمل سے اس حکم کو رد اور اسکی نفی کرتا ہے اسے اپنے عمل سے ٹھکراتا ہے اللہ کی حکم عدولی و اسکی ہدایت کی ناشکری کرتا ہے لہذا اللہ کا ہر نافرمان کافر ہے اسی وجہ سے ہم یہ کہیں گے کہ ہر گناہ گار کافر ہے اور ہر کافر گناہ گار ہے۔

نصب: نون اور صاد کے ضمہ کے ساتھ ہے اسکی جمع انصاب آتی ہے یعنی وہ شیء جو غیر اللہ کی عبادت کے لئے نصب کی گئی ہو مثلا بت یا وہ پتھر جس کے ساتھ شرکیہ عقیدہ رکھا جاتا ہے مثلا ہمارے یہاں بہت سے پتھر ہیں جن کے بارے میں مشرکین کا عقیدہ ہے کہ اس کا اٹھائیں تو اگر آسانی سے اٹھے تو مراد جلد پوری ہوگی اور جتنی مشکل سے اٹھے اتنی ہی دیر سے مراد پوری ہوگی۔

الطيبات یہ الطیب کی جمع ہے الطیب خوشگوار کو کہتے ہیں یعنی ہر وہ شیء جو اذیت اور ناپاکی سے خالی ہو یا مفید شیء اور مجازا حق کو بھی طیب کہتے ہیں تو احل لکم الطیبات یعنی تمہارے لئے خوشگوار اشیاء حلال کردی گئی ہیں۔

مسلم : عربی زبان کا لفظ ہے جسکا معنی ہوتا ہے "فرمانبردار"۔ مسلم باب افعال سے اسم فاعل کا صیغہ ہے یعنی اسلم يسلم اسلاما فهو مسلم اسلم ای انقاد یعنی اسلم فعل ماضی کا صیغہ ہے جسکا معنی ہے انقاد یعنی فرمانبردار ہوا اور جب لام جار کے صلے کے ساتھ آتا

ہے تو اسکا معنی ہوتا ہے حوالے ہوجانا مثلا من اسلم وجھہ للہ یعنی "جو اپنی ذات اللہ کے حوالے کردے" تو معلوم ہوا کہ مسلم کا معنی ہوتا ہے "فرمان بردار" لہذا جو شخص اللہ کا نافرمان ہو اسکا گناہگار ہو وہ مسلم نہیں ہوسکتا معلوم ہوا معصیت و اسلام جمع نہیں ہوسکتے۔

صعیدا طیبا: صعید رخ زمین، سطح زمین کو کہتے ہیں اندرون زمین کو صعید نہیں کہہ سکتے اور مٹی کو بھی صعید کہتے ہیں اور طیبا کا معنی گذرچکا ہے یعنی خوشگوار صعید طیبا یعنی وہ رخ زمین جو مفید ہو وہ ظاہر ہے رخ زمین کا وہ حصہ جو زرخیز ہو۔

الجحیم یعنی بھڑکتی آگ، سخت گرم جگہ (لغات)۔

تقطع ایدیھم و ارجلھم من خلاف ترجمہ انکے ہاتھ اور انکے پاؤں مخالفت سمت سے کاٹ ڈالنا مطلب کاٹ کر بدن سے الگ کردینا۔

الوسیلۃ: ہر وہ شیء جس کے ذریعے کسی کے قریب ہونا ممکن ہو۔

قسیسین: پادریوں کا ایک درجہ جو شماس اور اسقف کے درمیان ہوتا ہے، عیسائیوں کا مذھبی پیشوا۔

الانصاب: یہ نصب نون اور صاد کے ضمہ کے ساتھ کی جمع ہے اور نصب کی تفصیل گذرچکی ہے نصب یعنی ہر وہ شیء جس کو اس لئے نصب کیا جائے تاکہ اسکے ساتھ شرکیہ فعل کیا جائے۔

حرم: حاء اور راء کے ضمہ یعنی پیش کے ساتھ ہے یہ دراصل محرم کی جمع ہے محرم اسے کہتے ہیں جو مکہ میں داخل ہو یہ باب احرام سے اسم فاعل ہے (المعانی، اللغۃ العربیۃ المعاصر)

قرطاس: اسکی جمع قراطیس آتی ہے یعنی وہ شیء کو نشانہ بنانے کے لئے قائم کیا جائے یا کاغذ یا جوان اونٹنی یا مصری چادر یا چمڑہ (القاموس المحیط، المعانی، الرائد)

السحر: ہر وہ امر جس کا سبب پوشیدہ ہو اور جھوٹ کا خیال ڈالتا ہو، باطل کو حق کی صورت میں پیش کرنا، ہر وہ شیء جس کی وجہ باریک اور دقیق ہو (المعانی، لسان العرب، المعجم الوسیط)

لعب و لھو: مطلب فضول، بے وقعت، بے فائدہ، لغو، کھیل۔

الظلم: زیادتی، ناانصافی، شیء کو غیر مناسب جگہ رکھنا۔ عربی زبان میں اسکی ضد العدل آتی ہے یعنی انصاف (لسان العرب، اللغۃ العربیۃ المعاصر، عربی عامۃ، معجم الرائد، معجم الغنی)۔

العلم: یقین، کسی شیء کی حقیقت کا ادراک، معرفت (معجم الوسیط وغیرہ)

ام القری: ام یعنی مرکز اور القری یہ قریہ کی جمع ہے یعنی بستیاں تو ترجمہ ہوا مرکزی بستی، مرکزی شہر۔

الادراك: المعانی میں ہے أَدْرَكَ الشيءَ: لَحِقَهُ وبلَغه ونالَه ترجمہ ادرک الشیء کا معنی ہے وہ اُس شیء کے ساتھ لاحق ہوگیا یا وہ اس

شی ء کو پہنچا یا اس نے اس شيء کو پا لیا ادرک الشی ء ببصرہ : رآہ ترجمہ اس نے آنکھوں سے شی ء کا ادراک کرنا یعنی اسے دیکھنا (مختار الصحاح، المعانی، اللغۃ العربیۃ المعاصر)

زخرف القول : وہ قول جو جھوٹ سے آراستہ ہو (معجم الوسیط وغیرہ)

العرف : جود و سخاوت (المعانی، تاج العروس)

فعسی اولئك ان یکونوا من المهتدین : یہاں عسی یقین کے معنی میں ہے عسی دراصل فعل مقارب ہے جو امید و قریب کے معنی دیتا ہے لیکن کئی مرتبہ اہل عرب اسے یقین کے معنی میں بھی استعمال کرتے ہیں اور یہاں ایسا ہی ہے کیونکہ اس آیت میں جن پر یہ حکم لگ رہا ہے وہ نیک بندے ہدایت یافتہ ہیں اور ظاہر ہے کہ ہدایت یافتہ کے ہدایت یافتہ ہونے میں شک و احتمال کی گنجائش نہیں ہے لہذا امید کے نہیں بلکہ یقین کے معنی میں ہے۔

الضیاء والنور : لغات عرب میں ضیاء اور نور کے معانی میں اختلاف آیا ہے بعض نے کہا دونوں مترادف ہیں کوئی فرق نہیں اور بعض کہتے ہیں ضیاء نور سے زیادہ قوی روشنی ہوتی ہے اور بعض نے کہا ضیاء ذاتی روشنی اور نور مستعار روشنی کو کہتے ہیں لیکن پہلی بات صحیح ہے کیونکہ کہ اہل عرب ضوء کی تشریح نور سے کرتے ہیں جیسا کہ لغات عرب اس پر شاہد ہیں اور اللہ نے بھی ضیاء کو نور ہی سے موسوم کیا ہے سورہ نور میں "یکاد زیتها یضیء ولو لم تمسسه نار نور علی نور" (النور: ۳۵) پوری آیت پڑھیں گے تو معلوم ہوا کہ یہاں دو نور کا ذکر ہے ایک تو روشن شیشہ اور چراغ کی روشنی تو اب دیکھیں چراغ کی روشنی ضیاء ہونی چاہئے کیونکہ وہ ذاتی روشنی ہوتی ہے چاند کی طرح مستعار روشنی نہیں لیکن اس پر نور کا اطلاق ہے اور چراغ کی روشنی شیشے کی روشنی کے مقابلے میں اقوی ہے لیکن پھر بھی اسے ضیاء نہ فرمایا نور کہا۔

البحر : بحر سمندر کو کہتے ہیں اور مطلق تری کو بھی کہتے ہیں اس صورت میں نہریں دریا جھرنے ندیاں وغیرہ تری پر بھی بحر کا اطلاق ہوگا اور اس اطلاق پر یہ لفظ قرآن مجید میں بھی استعمال ہوتا ہے کہا ہے البر والبحر اور البحر و البر اور احل لکم صید البحر و طعامه متاعا لکم وللسیارة (لسان العرب، القاموس المحیط، مختار الصحاح، المعانی)

اولوا بقیة : غور و فکر کرنے والے (معجم الرائد)۔

المبین : یہ اسم فاعل کا صیغہ ہے باب افعال ابان یبین ابانة فهو مبین یعنی تشریح کرنا، وضاحت کرنا، ظاہر کرنا اور اسکا اسم فاعل کا معنی ہوا صاف صاف بتانے والا، وضاحت کرنے والا، ظاہر کرنے والا اور الکتاب المبین یعنی ایسی کتاب جو صاف صاف بتاتی ہو (معجم الرائد، معجم الوسیط، معجم الغنی وغیرہ)

یرجون : یہ فعل مضارع ہے رجاء سے اسکا معنی مشہور ہے امید کرنا اور ڈرنا۔ قرآن مجید میں یہ دونوں معانی میں استعمال ہوا ہے۔

مزجاۃ : اسکے حروف اصلیہ ز،ج،و ہیں المزجی کی مؤنث ہے یعنی معمولی شیء، تھوڑی شیء۔

الاصنام : یہ صنم کی جمع ہے اہل عرب اسے دو معانی میں استعمال کرتے ہیں پہلا صنم بت کو کہتے ہیں اور دوسرا ہر وہ شیء جو اللہ نے غافل کردے اسے بھی صنم کہتے ہیں مزید تفصیل کے لئے دیکھیں تاج العروس اور المفردات للراغب۔

المسجد : اسکی جمع مساجد ہے یہ دراصل سجد یسجد سے اسم ظرف کا صیغہ ہے سجد یسجد یعنی تابع ہونا، جھکنا، سجدہ کرنا اور جب اسکا ظرف بنے گا تو معنی ہوگا جس مقام پر تابعداری کی جاتی ہو، جس مقام پر سجدہ کیا جائے یا جھکا جائے اور یوں ہی تابعداروں کا شہر یا بستی کو بھی مسجد کہا جاتا ہے اور وہ جگہ جو اللہ کی تابعداری کے لئے خاص کرلی جائے قرآن مجید میں ہے لهدمت صوامع وبیع وصلوات ومساجد (الحج : ۴۰) اور انسانی جسم کی وہ جگہیں جس پر سجدہ ہوتا ہے مثلا پیشانی کا حصہ۔

المسجد الاقصی : اسکے دو معانی ہیں ایک تو مسجد اقصی اہل عرب بیت المقدس کو بھی کہتے ہیں دوسرا المسجد الاقصی لغوی اعتبار سے اس جگہ کو بھی کہتے ہیں جہاں اللہ کی تابعداری کی جاتی ہو اور وہ دور ہو اس صورت میں یہ موصوف صفت واقع ہوگا۔

الروح اس شیء کو کہتے ہیں جس سے حیات پیدا ہوتی ہے اسے اردو زبان میں جان بھی کہتے ہیں (الوسیط، تاج العروس، لسان العرب)

الزنا : اگلی شرمگاہ سے اللہ کی اجازت کے بغیر جماع کرنا (معجم الغنی، معجم الوسیط، الراغب)۔

المثل : معیار، عبرت، نصیحت، کہاوت (معجم الوسیط، القاموس الوحید)۔

بکرۃ وعشیا : یہ جملہ اجزاء کے حساب سے بھی معنی دیتا ہے یعنی بکرۃ یعنی صبح تڑکے اور عشي یعنی ابتدائی رات اور یہ محاورے کے طور پر بھی استعمال ہوتا ہے اس صورت میں بکرۃ و عشیا کا مطلب کثرت سے یہ محاروہ ہماری اردو زبان میں بھی ہے میں کہتے ہیں وہ صبح شام کھاتے ہی رہتا ہے یہ اوقات کا تعین نہیں ہورہا کہ وہ صرف صبح اور شام ہی کھاتا ہے بلکہ کثرت سے کھاتا رہتا ہے اور یہاں بھی یوں ہی ہے۔

بکرۃ واصیلا : یہ بطور مبالغہ استعمال ہوتا ہے یعنی وقتا فوقتا یا بار بار۔ قرآن مجید میں بھی اسکا استعمال ہوا ہے فرمایا فھی تملی علیہ بکرۃ واصیلا (الفرقان : ۰۵) یعنی کہ وہ اس پر وقتا فوقتا املاء کی جاتی رہتی ہے۔

حجرا محجورا : یہ اہل عرب کا ایک مقولہ ہے یعنی تم پر ممانعت ہے یا تم پر پابندی ہے مثلا قرآن میں ہے یوم یرون الملائکۃ لا بشری الیوم للمجرمین ویقولون حجرا محجورا (الفرقان : ۲۲) اور یہ جملہ سورۃ الفرقان : 53 میں بھی استعمال ہوا ہے اور وہاں بھی مقولہ کے طور پر ہی ہے بعض اہل نظر اسے مفرد یعنی الگ الگ اسکا معنی نکالتے ہیں وہ صحیح نہیں ہے آیت یہ ہے ھو الذی مرج البحرین ھذا عذب فرات وھذا ملح اجاج وجعل بینھما برزخا وحجرا محجورا (سورۃ الفرقان : ۵۳) یہاں حجرا محجورا یہ جعل کا مفعول نہیں ہے بلکہ واو عاطفہ کے بعد اللہ کی جانب سے ایک مقولہ ہے کہ اللہ سمندروں کو کہہ رہا ہے تم پر رکاوٹ و پابندی ہے کہ میٹھا اور کھارا پانی آپس میں مل

جائے۔

جاهد المخالف : جاهد یجاهد یہ باب مفاعلہ سے ہے مصدر ہے مجاهدة اور اس صورت میں یہ مخالف سے قتال کرنے یا مکمل کوشش کرنے کے معنی میں آتا ہے پہلا والا معنی تو لغات عرب سے معلوم ہے اس صورت کو آپ لغت میں تلاش کریں تو آپ کو سمجھ آجائے گا اور دوسرا معنی لغات قرآن سے ظاہر ہے کہ اسی صورت میں یہ صیغہ قتال کرے معنی میں نہیں بلکہ مخالف کے خلاف پوری کوشش کے معنی میں ہے مثلا فرمایا ان جاهداك لتشرك بی ما لیس لك به علم فلا تطعهما الی مرجعکم (العنکبوت:۰۸) یعنی "اگر والدین تیرے خلاف پوری کوشش کریں کہ تو میرے ساتھ کسی کو شریک کردے جس کی تیرے پاس کوئی یقینی دلیل موجود نہیں ہے تو ان کی بات مت مان تمہارا لوٹنا میری ہی طرف ہے" تو یہاں پر یہ قتال کرنے کے معنی میں نہیں ہے کہ والدین تیرے خلاف جنگ و قتال کریں کیونکہ یہ سیاق و سباق اور تناظر کے خلاف ہے اور یہ بھی کہ جب ماں باپ قتال کے درپے ہوجائیں تو صرف یہ کافی نہیں ہے کہ تاکہ انکی بات نہ مانیں بلکہ اسے بھی قتال کرنا ضروری ہے جسکا حکم اللہ نے دیا ہے اور اپنی حفاظت کرنی ضروری ہے لیکن اللہ نے صرف اس آیت میں بات نہ ماننے کے حکم پر اکتفا کیا ہے تو غور کریں۔

استمع : غور سے سننا یا سننا یہ دونوں معانی میں آتا ہے ان آیتوں میں یہ دوسرے معنی میں آیا ہے سورۃ الانبیاء : 02 اور سورۃ الشعراء : 15۔

ما یبدئ و ما یعید: یہ عربی میں محاورہ کے طور پر استعمال ہوتا ہے اسکا ترجمہ لفظی طور پر نہیں کرتے بلکہ یہ کسی کی مجبوری و بے بسی کو واضح کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے مثلا اہل عرب کہتے ہیں رایت فلانا مایبدئ و مایعید یعنی میں نے فلاں کو دیکھا وہ زبان سے کوئی بات نہیں نکالتا ہے یعنی وہ لاچار ہے اور قرآن مجید میں سورۃ سبا :49 ہے قل جاء الحق و ما یبدئ الباطل و ما یعید یعنی کہہ دے حق آیا اور باطل لاچار و بے بس ہوا۔

غساق : یہ سین کی شد کے ساتھ اور بغیر شد کے دو طرح پڑھا جاتا ہے قرآن مجید میں یہ دو جگہ آیا ہے سورۃ ص اور سورۃ النبا میں۔اس سے اللہ کی مراد کیا ہے اس میں فقہاء کا کافی اختلاف منقول ہے اور میرے خیال میں اسکی وجہ لغت کا اختلاف ہے کیونکہ لغت میں غساق کے مختلف معانی زیر تحریر ہیں تو جب لغت میں اختلاف ہے تو فقہاء میں تو اختلاف ہی ہوگا۔لغت میں تین معانی ہیں 1) کھالوں سے بہنے والی غلاظت خون وپیپ وغیرہ 2) ٹھنڈی بدبودار شیء 3) یہ غسق یہ مبالغہ کا صیغہ ہے یعنی بہت بہنے والا یا جو بہت تاریک ہو۔

صحیح یہ ہے کہ قرآن کریم میں یہ پہلے معنی میں آیا ہے یعنی کھالوں سے بہنے والی غلاظت کیونکہ دوسرا معنی موضوع و سیاق و سباق کے مناسب نہیں ہے کیونکہ ٹھنڈ یہ عذاب نہیں ہے راحت ہے ہاں سخت ٹھنڈ بے شک عذاب ہے لیکن یہ غساق کے کسی معنی میں شامل نہیں ہے اور تیسرا معنی بھی نہیں ہوسکتا کیونکہ بہت بہنے والا یہ صفت عذاب کو بیان نہیں کرتا جب کہ اللہ تو اس آیتوں میں

جہاں غساق کا ذکر ہے عذاب کی ہولناکی واضح کررہا ہے تو تیسرے معنی میں نہ عذاب کا معنی ہے نہ ہولناکی کا بیان تو پہلا معنی متعین ہوا جو کہ ہر اعتبار سے سیاق و سباق کے موافق ہے۔

بعض فقہاء نے غساق کا ترجمہ زمھریر سے کیا ہے یعنی سخت سردی یہ بھی صحیح نہیں کیونکہ لغت سے اس پر کوئی قطعی دلیل نہیں ملتی۔

حود: یہ حاء پر ضمہ اور واو پر جزم کے ساتھ ہے اور حوراء کی جمع ہے یعنی صاف رنگت والی عورتیں (معجم الغنی)۔

عین: عین پر کسرہ اور یاء پر جزم ہے یہ عیناء کی جمع ہے یعنی خوبصورت بڑی آنکھوں والی عورتیں (معجم الرائد)۔

ریب المنون: زمانے کی تکلیفیں۔

الغیب: وہ شیء جسکا یقینی ادراک نہ کیا جاسکے بالفاظ دیگر جس کا حواس خمسہ (دیکھنے، چھونے، سونگھنے، سننے، چکھنے) سے مشاہدہ نہ ہوسکے اور نہ ہی تعقل قطعی (اتنی عقلی دلیلوں میں غور کرنا کہ یقین حاصل ہوجائے) سے اسے حاصل کرسکیں یا یوں بھی کہہ سکتے ہیں جسکا علم اللہ کے بتائے بغیر حاصل نہ ہو تو فرمایا اطلع الغیب ام اتخذ عند الرحمن عهدا (مریم: ۷۸) "کیا وہ غیب پر مطلع ہوگیا ہے یا اس نے رحمن کے پاس کوئی معاہدہ کیا ہے" یعنی اللہ ناشکرے کے بارے میں کہہ رہا ہے کہ وہ یہ سمجھتا ہے کہ ہم اسے مال اور اولاد دیں گے تو کیا اس نے اللہ سے کوئی معاہدہ کیا ہوا ہے یا اسے علم غیب ہے یعنی حواس سے ادراک کئے بغیر اور بغیر تعقل قطعی کہ اسے کیسے معلوم ہوا کہ ہم اسے یہ نعمت دے دیں گے! جب کہ اسے کسی ذریعے سے اسکا علم حاصل نہیں ہوسکتا اور فرمایا قل لا یعلم من فی السموت والارض الغیب الا اللہ (النمل: ٦٥) "کہہ دے جو بھی آسمانوں اور زمین میں ہیں وہ غیب نہیں جانتے سوائے اللہ کے" یعنی جسکا یقینی ادراک نہیں ہوسکتا اسکا علم صرف اللہ کے پاس ہے کسی مخلوق کے پاس نہیں کیونکہ یہ انکی قدرت و رسائی سے باہر ہے اور فرمایا ما هو علی الغیب بضنین (التکویر: ۲۴) یعنی " وہ غیب بتانے پر ذرا بھی کنجوس نہیں ہے" یہاں اللہ نے قرآنی خبروں کو غیب کہا ہے جنکا ادراک انسان اپنے حواس سے نہ کرسکتا تھا نہ تعقل قطعی سے اسکا علم حاصل کرتا تھا یوں ہی فرمایا رجما بالغیب (الکھف: ۲۲) یعنی "بے دلیل دعوی کرتے ہوئے" یعنی ایسا دعوی کرنا جسکے مدعی کا علم نہ حواس خمسہ سے ہو نہ تعقل قطعی سے اور فرمایا الذین یؤمنون بالغیب (البقرۃ: ۰۳) یعنی جو لوگ ایسے بات کو تسلیم کرتے ہیں جس کا علم نہ انھیں حواس خمسہ سے ہوسکتا تھا نہ تعقل قطعی سے بس اللہ نے انھیں بتایا ہے۔

غیب کی امثال میں جنت کا وجود اور جھنم کا وجود اور انکی کیفیات ہیں کیونکہ انکا یقینی ادراک کسی بھی ذریعے سے حاصل نہیں ہوسکتا نہ حواس سے نہ تعقل قطعی سے یوں ہی ملائکہ کا وجود۔

ناشئة اللیل: رات میں آنے والی گھڑی۔

غصة: اچھو، وہ پھندا جو حلق میں غذا وغیرہ پھنس جانے سے پڑے۔
المدثر: یہ باب تفعل سے اسم فاعل ہے یعنی کمبل کا چادر اوڑھانے والا، خود کو چادر وغیرہ سے ڈھانکنے والا
التکبیر: یہ باب تفعیل سے مصدر ہے معنی ہے بڑا قرار دینا اپنے اعتقاد سے ہو یا عمل سے
الرجز: ناپاکی، وہ چیز جس سے طبیعت سلیمہ گھن کرتی ہو
المزمل یہ باب تفعل سے اسم فاعل ہے یعنی کپڑا وغیرہ اوڑھنے والا، اس میں لپٹنے والا
سقر: آگ کی گرمی و اذیت
القیامۃ: مال یا کسی کام کی ذمہ داری اور مجازا آخرت کو روز قیامت کہا جاتا ہے کیونکہ اس دن ہر ایک اپنی ہی کمائی کا ذمہ دار ہوگا
اولی لك: قد ولیك ای: قاربك الشر فاحذر ترجمہ اولی لك یعنی شر تیرے قریب لہذا بچ (معجم الوسیط) یہ کلمہ دھمکانے کے لئے استعمال ہوتا ہے
ولدان مخلدون: ولدان یہ ولد کی جمع ہے یعنی بچے اور مخلدون یعنی جنہیں کنگن اوربندے پہنائے گئے ہوں
حقب: اسی یا اس سے زیادہ عرصے کی مدت کو حقب کہتے ہیں لیکن جب یہ جمع کی صورت میں کسی جملے میں آتا ہے تو جملے کی قرینے کی وجہ سے ابدیت مراد ہوتی ہے مثلا فرمایا لبثین فیھا احقابا ترجمہ وہ اس میں تا ابد ٹہرے رہیں گے۔
شرك: کا مطلب ہے کہ "کسی کو اللہ کے ساتھ اس امر میں برابر کردینا جس میں اللہ نے اسے برابر نہیں کیا" فرمایا وان تشرکوا باللہ مالم ینزل بہ سلطنا (الاعراف: ۳۳) یعنی" اور یہ بھی حرام ہے کہ اللہ کے ساتھ اسے برابر کرو جس کے بارے میں اللہ نے کوئی برہان نہیں اتاری "لہذا جو شخص کسی کو اللہ کے ساتھ اس امر میں برابر کرے جس میں اللہ نے اسے برابری نہیں دی وہ مشرک ہے لہذا ہر گناہگار مشرک ہے کیونکہ اللہ کا مقام یہ ہے کہ اسے سب سے زیادہ اہمیت و ترجیح دی جائے اسہی کو سب پر فوقیت دی جائے لیکن نافرمان شخص اپنی خواہش کو اللہ پر فوقیت دیتا ہے اسے اللہ رحمن سے زیادہ اہمیت دیتا ہے جو کہ صرف اللہ سبحنہ کا رتبہ و مقام ہے جو وہ خواہش کو دیتا ہے یہ شرک ہے اور ہر گناہگار مشرک کافر ہے اللہ نے فرمایا قل إن کان آباؤکم وأبناؤکم وإخوانکم وأزواجکم وعشیرتکم وأموال اقترفتموھا وتجارۃ تخشون کسادھا ومساکن ترضونھا أحب إلیکم من اللہ ورسولہ وجھاد فی سبیلہ فتربصوا حتی یأتی اللہ بأمرہ واللہ لا یھدی القوم الفسقین (۲۴: التوبۃ) یعنی" اے بندے کہہ دے تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری ازواج اور تمہارا کنبہ اور وہ اَموال جنھیں تم سے کمایا اور وہ تجارت جس کے ٹھنڈے پڑنے سے دو ڈرتے ہو اور وہ رہائش گاہیں جن سے تم راضی ہو اگر تمہارے نزدیک اللہ اور اسکے رسول اور اسکی راہ میں کوشش کرنے سے زیادہ محبوب ہوں تو انتظار کرو حتی کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ نافرمانوں کو رہنمائی نہیں کرتا" اوریوں ہی فیصلے کا حق صرف اللہ کو ہے اور جو گناہگار ہوتا ہے

وہ اللہ واحد قہار کے خلاف فیصلہ کرتا ہے مثلا جب وہ گناہ کرتا ہے تو پہلے گناہ کرنے کا فیصلہ کرتا ہے اور یہ فیصلہ اللہ تعالی کے خلاف ہے اور فیصلے کا حق صرف اللہ تو ہے کسی اور کو نہیں لہذا ہر گناہ گار مشرک ہے کیونکہ وہ اللہ کے خلاف فیصلہ کرکے اپنے نفس کو اللہ کے برابر کرتا ہے اور اسکے مقابل آتا ہے ۔

منافق : اسے کہتے ہیں جو اپنے باطن کے خلاف بات ظاہر کرے معجم الغنی میں ہے " النفاق مردکا اپنے باطن کے خلاف ظاہر کرنا " اور معجم الوسیط میں ہے نافق فلان : اظھر خلاف ما یبطن یعنی " نافق فلان مطلب اس شخص نے اپنے باطن کے خلاف امر ظاہر کی " اور معجم الوسیط میں ہے المنافق من یظھر خلاف ما یبطن یعنی " منافق اسے کہتے ہیں جو اپنے باطن کے خلاف امر کا اظھار کرے " اور معجم الغنی میں ہے رجل منافق : یظھر خلاف ما یبطن یعنی " منافق مرد مطلب وہ شخص جو اپنے باطن کے خلاف امر کا اظھار کرے " لہذا دین میں منافق ہر وہ ہے شخص جو دل سے دین اسلام پر ایمان لانے کا دعوی کرے لیکن اپنے اعمال سے دین اسلام کی مخالفت کرتا ہے وہ منافق ہے یوں ہی وہ بھی منافق ہے جو بظاہر نیک اعمال کرے لیکن اسکے دل میں کفر ہو کیونکہ دین کے باب میں انکا ظاہر انکے باطن کے خلاف ہے اسے ہی منافق کہتے ہیں۔ منافق کافر ہوتا ہے اور عام کفار سے بدتر کافر ہوتا ہے اسکی ایک تو یہ ہے کہ یہ آستین کا سانپ ہوتا ہے ایمان کا دعوی کرتا ہے لیکن اسکے اعمال مؤمنانہ نہیں ہوتے یا پھر اسکے دل میں ہی ایمان نہیں ہوتا انسان کو باہر کے سانپ سے زیادہ آستین کے سانپ سے خطرہ ہوتا ہے محاورہ " گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے " اور اللہ نے فرمایا ان المنافقین فی الدرك الاسفل من النار و لن تجد لھم نصیرا (النساء : ۱۴۵) یعنی " منافقین آگ کے سب سے نچھلی تہ میں ہونگیں اور تو انکے لئے کوئی مددگار نہ پائے گا " معلوم ہوا منافق کی کوئی معافی نہیں اسکا کوئی مددگار نہیں ہوگا اور اخروی عذاب دائمی عذاب ہے جس سے کوئی چھٹکارہ نہیں اور فرمایا ان المنافقین یخدعون اللہ وھو خادعھم و اذا قاموا الی الصلوۃ قاموا کسالی یراءون الناس و لا یذکرون اللہ الا قلیلا (النساء : ۱۴۵) یعنی " منافقین اللہ کو دھوکہ دینے میں لگے ہیں جب کہ وہ انہیں دھوکے میں ڈالے ہوئے ہے اور جب وہ صلوۃ کا ارادہ کرتے ہیں تو سستی سے کھڑے ہوتے ہیں انسانوں دکھاتے ہوئے اور اللہ کو بس تھوڑا یاد کرتے ہیں " ۔ منافقین دھوکہ یوں دیتے ہیں کہ زبان میں ایمان کا دعوی کرتے ہیں لیکن انکے اعمال اہل ایمان والے نہیں ہوتے یا پھر انکے دل ہی میں ایمان نہیں ہوتا لہذا مثلا جو صلوۃ کی فرضیت کو دل سے نہ مانے اور مؤمنوں کے سامنے صلوۃ کی فرضیت کا دعوی کرے یا زبان سے صلوۃ کی فرضیت کا دعوی کرے لیکن صلوۃ کی فرضیت کے حکم کو ترک کرے وہ منافق ہے ۔

التکذیب : جھٹلانا ، ٹھکرانا جھٹلانا یا ٹھکرانا کبھی دل سے ہوتا ہے اسے تکذیب قلبی یا تکذیب اعتقادی کہتے ہیں اور کبھی عمل سے اسے تکذیب عملی کہتے ہیں دل سے تکذیب یہ ہے کوئی مخالف اعتقاد رکھے او عمل سے تکذیب یہ ہے کہ کوئی مخالف عمل کرے ۔

خاتم النبیین : یہ نبی محمد کا اللہ تعالی کی جانب سے ایک لقب ہے لفظ خاتم سے لقب دینا اہل عرب سے قدیم سے اب تک رائج ہے

جب کوئی اپنے مرتبے یا ہنر میں بہترین ہوجاتا ہے یا اسکے ہنر و مرتبہ کا کمال بیان کرنا مقصود ہوتا ہے تو اسے اہل عرب خاتم کا لقب دیتے ہیں یہ انکے طرف سے ایک محاورہ ہوتا ہے مثلا بہت مشہور القاب ہیں جو عرب و عجم دونوں کے زبان پر عام ہیں کہ خاتم المحققین ، خاتم الشعراء ، خاتم الفقہاء ، خاتم الاولیاء یا خاتم المحدثین جنہیں یہ لقب دیا گیا مثلا ابن حجر کو خاتم المحدثین کہا گیا مطلب یہ نہیں کہ انکے بعد کوئی محدث نہیں آسکتا مطلب ہوتا ہے کہ وہ اپنے دور کے بہترین محدث تھے یوں ہی بہترین فقیہ یا بہترین شاعر یا بہترین ولی یا بہترین محقق ۔

محاورہ عرب میں خاتم کا استعمال

لغت سے مراد عربی زبان ہے جس میں مفردات اور مرکبات کا استعمال شامل ہے ۔ قوامیس یا کتب لغت کا اصل کام مفرد الفاظ کے معنی بیان کرنا ہے ۔ مرکب کے اصل معنے کی تعیین عربی زبان کے محاورات سے ہو اکرتی ہے ۔

لفظ خاتم النبیین مرکب اضافی ہے ۔ لفظ خاتم مضاف ہے اور النبیین مضاف الیہ ہے ۔ مرکب اضافی کے معنوں کی تعیین کے صحیح طریق کی وضاحت کے لئے ہم ایک مثال پیش کرتے ہیں ''ابن السبیل'' ایک مرکب اضافی ہے ۔ ابن کے معنے بیٹے کے ہیں اور السبیل راستہ کو کہتے ہیں ۔ ابن السبیل کا لفظی ترجمہ ''راستے کا بیٹا'' ہو گا ۔ مگر کیا مرکب اضافی 'ابن السبیل' کے معنے اسی طرح بیان کئے جائیں گے یا ابن السبیل سے مراد مسافر لیا جائے گا ؟ یہ مثال خاتم النبیین پر پوری طرح منطبق نہیں ہوتی ۔ کیونکہ خاتم النبیین میں مضاف الیہ صاحب کمال افراد کی جماعت ہے اور اس مرکب اضافی (خاتم النبیین) کا محمد رسول اللہ ﷺ پر اطلاق بطور مدح ہے ۔ مدح بھی وہ کہ جس سے بڑھ کر آپؐ کی مدح قرآن مجید میں اور کہیں بیان نہیں ہوئی ۔

خاتم مرکب اضافی کی مثالیں

عربی زبان میں اور اس کے محاورات میں جب کبھی خاتم النبیین کے طریق پر کوئی مرکب اضافی کسی کی مدح میں استعمال ہوا ہے (جس استعمال کی عربی زبان میں بہت سی مثالیں موجود ہیں) تو ایسے مرکب اضافی کے معنے ہمیشہ اس جماعتِ مضاف الیہ کے اعلیٰ، کامل اور انتہائی افضل فرد کے ہوتے ہیں اور وہ فرد اپنے کمال میں بے مثال اور عدیم النظیر ہوتا ہے ۔ چنانچہ ایسے استعمالات کی مثالیں حسب ذیل ہیں :۔

۱ ۔ ابو تمام شاعر کو خاتم الشعراء لکھا ہے ۔ (وفیات الاعیان جلد ثانی)

۲ ۔ ابو الطیب کو خاتم الشعراء کہا گیا ہے ۔ (مقدمہ شرح دیوان المتنبی از عبد الرحمٰن البرقوقی ص ۱۳ مطبوعہ بیروت ۱۹۸۰ء)

۳ ۔ ابو العلاء المعری کو خاتم الشعراء قرار دیا گیا ہے (حوالہ مذکورہ حاشیہ صفحہ ی)

۴ ۔ شیخ علی حزین کو ہندوستان میں خاتم الشعراء سمجھتے ہیں ۔ (حیات سعدی از خواجہ الطاف حسین حالی ص ۱۰۱ ناشران شیخ جان محمد

اللہ بخش تاجران کتب کشمیری بازار لاہور)
۵۔ حبیب شیرازی کو ایران میں خاتم الشعراء سمجھا جاتا ہے۔(حیات سعدی ص ۴۷حاشیہ از خواجہ الطاف حسین حالی۔ ایضاً)
٦۔ علی بن ابو طالب خاتم الاولیاء ہیں ۔(تفسیر صافی سورہ احزاب زیر آیت خاتم النبیین ص ۲۳۴ از انتشارات کتاب فروشے محمودی)
۷۔ امام شافعی خاتم الاولیاء تھے ۔(التحفۃ السنیہ ص ۴۵)
۸۔ شیخ ابن العربی خاتم الاولیاء تھے ۔(سرورق فتوحات مکیہ)
۹۔ کافور خاتم الکرام تھا۔(شرح دیوان المتنبی ص ۳۰۴)
۱۰۔ امام محمد عبدہ مصری خاتم الائمہ تھے۔(تفسیر الفاتحہ ص ۱۴۸)
۱۱۔ السید احمد السنوسی خاتمۃ المجاہدین تھے (اخبار الجامعۃ الاسلامیہ فلسطین، ۲۷محرم ۱۳۵۲ھ)
۱۲۔ احمد بن ادریس کو خاتمۃ العلماء المحققین کہا گیا ہے۔(العقد النفیس)
۱۳۔ ابو الفضل الالوسی کو خاتمۃ المحققین کہا گیا ہے۔(سرورق تفسیر روح المعانی طبع اولیٰ بالمکتبۃ الکبریٰ المیریہ بولاق مصر ۱۳۰۱ھ)
۱۴۔ شیخ الازہر سلیم البشری کو خاتم المحققین قرار دیا گیا ہے(الحراب ص ۳۷۲)
۱۵۔ امام سیوطی کو خاتمۃ المحققین لکھا گیا ہے (سرورق تفسیر اتقان)
١٦۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی کو خاتم المحدثین لکھا جاتا ہے۔(عجالہ نافعہ جلد اول)
۱۷۔ الشیخ شمس الدین خاتمۃ الحفاظ تھے(التجرید الصریح مقدمہ ص ۴)
۱۸۔ سب سے بڑا ولی خاتم الاولیاء ہوتا ہے۔(تذکرۃ الاولیاء حالات حضرت محمد علی حکیم الترمذی باب ۵۸ مترجم مولوی نذیر احمد سیماب قریشی ص ۲۴۹ مطبع علمی پرنٹنگ پریس لاہورص ۴۲۲)
۱۹۔ ترقی کرتے کرتے ولی خاتم الاولیاء بن جاتا ہے ۔(فتوح الغیب از شیخ محی الدین عبد القادر ص ۲۳ مطبع منشی نولکشور)
۲۰۔ الشیخ نجیت کو خاتمۃ الفقہاء مانا جاتا ہے۔(اخبار الصراط المستقیم یافا ۲۷ رجب ۱۳۵۲ھ)
۲۱۔ شیخ رشید رضا کو خاتمۃ المفسرین قرار دیا گیا ہے۔(الجامعۃ الاسلامیہ ۹ جمادی الثانی ۱۳۵۲ھ)
۲۲۔ شیخ عبد الحق خاتمۃ الفقہاء تھے ۔(تفسیر الاکلیل سرورق)
۲۳۔ الشیخ محمد نجیت خاتمۃ المحققین تھے ۔(الاسلام مصر۔ شعبان ۱۳۵۲ھ)
۲۴۔ افضل ترین ولی خاتم الولایت ہوتا ہے۔(مقدمہ ابن خلدون ص ۳۲۴ مطبع مصطفی محمد مصر)
۲۵۔ شاہ عبد العزیز صاحب خاتم المحدثین والمفسرین تھے۔(ہدیۃ الشیعہ ص ۱۰ ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان)

۲۶۔انسان خاتم المخلوقات الجسمانیہ ہے۔(تفسیر کبیر جلد۶ ص ۲۲ مطبوعہ مصر طبع ثانیہ ۱۳۲۴ھ)
۲۷۔الشیخ محمد بن عبد اللہ خاتمۃ الحفاظ تھے۔(الرسائل النادرہ ص ۳۰)
۲۸۔علامہ سعد الدین تفتازانی خاتمۃ المحققین تھے۔(شرح حدیث الاربعین ص ۱)
۲۹۔ابن حجر عسقلانی خاتمۃ الحفاظ ہیں۔(طبقات المدلسین سرورق)
۳۰۔مولوی محمد قاسم صاحب کو خاتم المفسرین لکھا گیا ہے۔(اسرار قرآنی۔ٹائیٹل پیج)
۳۱۔امام سیوطی خاتمۃ المحدثین تھے۔(ہدیۃ الشیعہ ص ۲۷۴ ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان)
۳۲۔بادشاہ خاتم الحکام ہوتا ہے۔(حجۃ الاسلام از مولانا محمد قاسم نانوتوی ص ۵۳ شائع کردہ مدرسہ اسلامیہ دیوبند)
۳۳۔آنحضرت خاتم الکاملین ہیں (حجۃ الاسلام ص ۵۳ ایضاً)
۳۴۔انسانیت کا مرتبہ خاتم المراتب ہے اور آنحضرت صلعم خاتم الکمالات ہیں۔(علم الکتاب۔از خواجہ میر درد ص ۱۴۰ مطبع انصاری دہلی ۱۳۰۸ھ)
۳۵۔حضرت عیسیٰؑ خاتم الاصفیاء الائمہ ہیں (بقیۃ المتقدمین ص ۱۸۴)
۳۶۔علی بن ابو طالب خاتم الاوصیاء تھے۔(منار الہدیٰ از شیخ علی بحرانی ص ۱۰۶ و ۱۱۰، ۱۰۹ مطبع گلزار حسنی بمبئی ۱۳۲۰ھ)
۳۷۔رسول مقبول علیہ السلام خاتم المعلمین تھے۔(الصراط السوی مصنفہ علامہ محمد سبطین، ص ۴۸ ناشر البرہان بک ڈپو کرشن نگر لاہور)
۳۸۔الشیخ الصدوق کو خاتم المحدثین لکھا ہے۔(سرورق کتاب من لایحضرہ الفقیہ مطبع جعفریہ لکھنؤ)
۳۹۔عقل انسانی عطیات الٰہیہ وجود، زندگی اور قدرت کی خاتم الخلع ہے۔(تفسیر کبیر رازی جلد ۶ ص ۲۲ طبع ثانیہ ۱۳۲۴ھ مطبع مصر)
۴۰۔ابو الفضل شہاب الالوسی کو خاتمۃ الادباء لکھا ہے۔(سرورق روح المعانی)
۴۱۔صاحب روح المعانی نے الشیخ ابراہیم الکورانی کو خاتمۃ المتاخرین قرار دیا ہے۔(تفسیر روح المعانی جلد ۵ ص ۴۵۳)
۴۲۔مولوی انور شاہ صاحب کاشمیری کو خاتم المحدثین لکھا گیا ہے۔ (کتاب رئیس الاحرار از مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی ص ۹۹)
۴۳۔مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم مدرسہ دیوبند لکھتے ہیں:۔
''آپؐ ہی منتہائے علوم ہیں کہ آپؐ ہی پر علوم کا کارخانہ ختم ہو جاتا ہے اسلئے آپ کو خاتم الانبیاء بنایا گیا'' (شان رسالت ص ۴۸)

ان استعمالات سے ظاہر ہے کہ اہل عرب اور دوسرے محققین علماء کے نزدیک جب بھی کسی ممدوح کو خاتم الشعراء یا خاتم الفقہاء یا خاتم المحدثین یا خاتم المفسرین کہا جاتا ہے تو اس کے معنے بہترین شاعر، سب سے بڑا فقیہہ، سب سے بلند مرتبہ محدث یا مفسر کے ہوتے ہیں۔

۴۴۔امام فخر الدین رازی ؒ فرماتے ہیں:۔

’’والخاتم یجب ان یکون افضل ألا تریٰ ان رسولنا لما کان خاتم النبیین کان افضل الانبیاء علیھم الصلوات والسلام‘‘

(تفسیر کبیر رازی جلد ۱۱ ص ۳۴ طبع ثانیہ ناشر دار الکتب العلمیہ طہران)

کہ خاتم لازماً افضل ہوتا ہے جس طرح ہمارے نبی ﷺ کو جب خاتم النبیین قرار دیا گیا تو آپؐ سب نبیوں سے افضل ٹھہرے۔

۴۵حضرت فرید الدین عطار حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق کہتے ہیں :

ختم کردہ عدل و انصاف او بحق　　تا فراست بردہ از مرداں سبق

(منطق الطیر ص ۲۹ مناقب خلیفہ ثانی حضرت عمر رضی اللہ عنہ)

۴۶۔جناب مولانا حالی حضرت شیخ سعدی کے متعلق لکھتے ہیں:۔

’’ہمارے نزدیک جس طرح طعن وضرب اور جنگ و حرب کا بیان فردوسی پر ختم ہے اسی طرح اخلاق، نصیحت وپند، عشق وجوانی، ظرافت و مزاح، زہد وریا وغیرہ کا بیان شیخ پر ختم ہے‘‘ (رسالہ حیات سعدی ص ۹۴ ناشران شیخ جان محمد اللہ بخش کشمیری بازار لاہور)

۴۷۔حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی تحریر فرماتے ہیں:۔

’’سو جس میں اس صفت کا زیادہ ظہور ہو جو خاتم الصفات ہو یعنی اس سے اوپر اور صفت ممکن الظہور یعنی لائق انتقال وعطائے مخلوقات نہ ہو وہ شخص مخلوقات میں خاتم المراتب ہو گا اور وہی شخص سب کا سردار اور سب سے افضل ہو گا‘‘

(رسالہ انتصار الاسلام ص ۴۵ مطبع مجتبائی دھلی)

ان علماء اور محققین کے بیانات سے قطعی طور پر طے ہوگیا کہ آنحضرت ﷺ کا خاتم النبیین ہونا بایں معنی ہے کہ آپؐ سب سے افضل، سب سے بلندمرتبہ اور سب سے زیادہ فیض رساں نبی ہیں۔

<u>شیعوں کے حوالے</u>

۱:شیعہ لغت مجمع البحرین میں لکھا ہے:۔

’’ومحمد خاتم النبیین یجوز فیہ فتح التاء وکسرھا فالفتح بمعنی الزینۃ ماخوذ من الخاتم الذی ھو زینۃ للابسہ‘‘ (زیر لفظ خَتَمَ) کہ خاتم النبیین میں خاتَم اور خاتِم دونوں جائز ہیں اور خاتَم کے معنے زینت اور خوبصورتی کے ہوں گے۔یہ انگوٹھی سے ماخوذ ہے جو کہ پہننے والے کے لئے موجب زینت ہوتی ہے‘‘

۲:علی بن ابو طالب کا قول ہے کہ آنحضرت کی شان ہے:۔’’الخاتم لما سبق والفاتح لما انفلق‘‘کہ آپؐ کے آنے سے پہلے دور ختم ہو گئے اور اب آپ نئے دور کے کھولنے والے ہیں‘‘(نہج البلاغہ جلد ۱ ص ۱۴۳۔دار الکتب العربیہ الکبریٰ مصر)

۳:آنحضرت نے علی بن ابو طالب کو خاتم الاولیاء قرار دیا۔ (تفسیر صافی از ملا محسن فیض کاشانی ص ۴۳۴ از انتشارات کتاب فروشے محمودی)

۴:علامہ محمد سبطین، نے اپنے رسالہ الصراط السوی میں آنحضرت کو خاتم المعلمین، قرار دیا ہے۔ (ص ۴۸ ناشر برہان بک ڈپو لاہور)

۵:حضرت علیؑ نے اپنے آپ کو خاتم الوصیین کہا ہے۔ (منار الہدیٰ از علی بحرانی ص ۱۰۹۔۱۱۰ مطبع گلزار حسنی کائنہ بمبئ ۱۳۲۰ ء)

٦: مشہور شیعہ کتاب "من لا یحضرہ الفقیہ" کے ٹائٹل پیج پر الشیخ الصدوق کو خاتم المحدثین لکھا گیا ہے۔

الحافرۃ: گھڑا یا طبیعت یا حالت یا ملاقات کی پہلی جگہ۔

الطبق: حالت و منزلت

لوح محفوظ: وہ تختی جس میں لکھا جاتا ہے اور وہ محفوظ رہتی ہے (معجم الغنی)

الطارق: رات میں آنے والا

الترائب: یہ تریبۃ کی جمع ہے یعنی سینے کا بالائی حصہ یا سینے کی ہڈیاں

مالا لبدا: کثیر مال

احسن تقویم: سب سے زیادہ مناسب اور درست

الزبانیۃ: سپاہیوں کی جماعت یا شہروں میں امن کے محافظین

القیمۃ: یاء پر شد کے ساتھ ہے یعنی معتدل و درست

الھمزۃ: بہت برائیاں کرنے والا

اللمزۃ: جو کسی کی برائی، اسکے سامنے کرے یا عیب جو

الحطمۃ: بہت کھانے والا جس کا پیٹ نہ بھرتا ہو

أرأیت: یہ فعل ماضی مذکر حاضر ہے اور اسکے شروع میں آنے والا ہمزہ استفہامیہ ہے یعنی تیری کیا رائے ہے یا مجھے بتا تو سہی

الماعون: گھر کی ہر وہ شیء جس میں نفع اٹھایا جاتا ہے، اطاعت و فرمان برداری، پانی، نیکی، صدقہ

الکوثر: خیر عظیم، سخی شخص، عدد کثیر

انحر: یہ فعل امر حاضر ہے جسکا مصدری معنی ہے ماہر ہونا، معاملات میں پختہ ہونا، گہری واقفیت رکھنا اور جب اسکا مفعول انسان یا جانور ہو تو یہ ذبح کرنے کے معنی میں آتا ہے اور جب اسکا مفعول عمل ہو تو فورا کرنے، اول وقت میں کرنے کے معنی میں آتا ہے اور جب مفعول کوئی چیز ہو تو سامنے ہونے کے معنی دیتا ہے مثلا داری تنحر دارہ ترجمہ میرا گھر اس کے گھر کے سامنے ہے (القاموس

وغیرہ)

الجن: انسان کے مخالف ایک خفی مخلوق، جب من الشیء کے صلے کے ساتھ آئے یا مضاف ہو کر آئے تو معنی ہوتا ہے عروج و اول مثلا جن من الشباب: جوانی کا عروج مثلا جن من الناس: انسانوں کا رئیس (معجم الوسیط و الرائد و اللغة العربیة المعاصرة)

الملك: میم اور لام پر زبر ہے اسکی جمع الملائکة آتی ہے آسمانی لطیف مخلوق کو کہتے ہیں اور مجازا غیر متعارف طور پر نیک انسان کو بھی کہتے ہیں جیسے بہادر انسان کو اردو میں شیر کہتے ہیں کہا جاتا ہے امرءة ملك: "پاکدامن عورت" (معجم الغنی و غیرہ) جب غیر متعارف مفہوم میں ملک استعمال ہوتا ہے تو کلام میں موجود کوئی دلیل اس پر دلالت کررہی ہوتی ہے مثلا زید تو فرشتہ ہے ظاہر ہے کہ زید کو فرشتہ مجازا کہا جارہا ہے حقیقتا وہ فرشتہ نہیں اور دلیل یہ ہے کہ زید انسان ہے اور انسان فرشتہ نہیں ہوتا اور دوسری دلیل یہ ہے کہ انسان کو فرشتہ کہنا یہ ایک محاورہ ہے وہاں وہ اپنے حقیقی معنی میں نہیں ہوتا لہذا جہاں دلیل موجود نہ ہو وہاں وہ اپنے متعارف معنی میں ہی رہے گا۔

المیّت: یاء شد ہے یعنی جس پر موت طاری ہو، مردہ اور عربی میں موت ساکن ہونے کو کہتے ہیں ہر شیء کے لئے موت کی الگ الگ نوعیت ہوتی ہے مثلا انسان کے لئے موت یہ ہے کہ وہ بے جان ہوجائے بے حس و بے حرکت ہوجائے اور زمین کی موت یہ ہے کہ وہ بنجر ہوجائے اور آگ کی موت یہ ہے کہ وہ بجھ جائے اور بعض اوقات کسی قرینہ متصلہ کی وجہ سے مجازا کسی شیء کو موت کہہ دیتے ہیں مثلا نیند موت نہیں ہوتی لیکن اسے موت کہہ دیتے ہیں کیونکہ اس میں انسان مردے سے مشابہ ہوجاتا ہے نہ سنتا ہے نہ دیکھتا ہے اور بہت کم حرکت کرتا ہے۔

ابلیس: اس شخص کا نام ہے جس نے آدم کو سجدہ کرنے سے انکار کیا تھا پھر بعد میں مجازا سرکشوں کو بھی ابلیس کہا جانے لگا اس مشابہت کی وجہ سے کہ ابلیس بھی سرکش و نافرمان تھا اور ایسا نہیں ہے کہ ابلیس کا حقیقی مطلب سرکش ہے اور آدم کو سجدہ نہ کرنے والے کو ابلیس اس وجہ سے کہا گیا کہ وہ سرکش ہوگیا تھا ایسا نہیں ہے کیونکہ ابلیس اصلا کوئی عربی کلمہ نہیں ہے یہ اصلا عجمی کلمہ ہے اسی وجہ سے اہل عرب اسے غیر منصرف پڑھتے ہیں یعنی دور جاہلیت میں اہل عرب لفظ ابلیس سے بطور صفت کے ناآشنا تھے وہ اسے صفت کے طور پر نہیں جانتے تھے اور ممکن ہے بطور نام و علم بھی نہیں جانتے ہوں پھر جب قرآن شریف میں شیطان کا نام ابلیس آیا تو مجازا اس کے بعد لوگوں نے سرکشوں کو ابلیس کہنا شروع کردیا اور اگر دور جاہلیت میں ہی کلمہ ابلیس بطور صفت مستعمل ہوتا اور کسی شخص کا علم نہ ہوتا تو اہل عرب اسے غیر منصرف بھی نہ پڑھتے۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ ابلیس در اصل فعل ابلس سے مشتق ہے جس کا مصدری معنی ہے مایوس ہونا شیطان کو قرآن شریف میں ابلیس اس لئے بولا گیا کیونکہ وہ اللہ کی رحمت سے مایوس ہوگیا تھا یہ نہایت باطل قول و تفسیر بالرائے ہے کیونکہ اللہ جل شانہ نے اسے ابلیس مردود کرنے سے پہلے بھی کہا ہے اور یہ کہ اس بات پر کوئی دلیل نہیں

ہے کہ ابلیس کو ابلیس اللہ نے اس وجہ سے کہا کہ وہ رحمت سے مایوس تھا یہ بات بغیر وحی معلوم نہیں ہو سکتی ۔

آدم : یہ انسان کے والد کا نام ہے (مفردات الراغب و معجم الوسیط و معجم الغنی و معجم الرائد و معجم اللغة العربیة المعاصرة) اور انہی کی نسبت سے انسانوں کی آدمی کہا جاتا ہے ۔

احد : کوئی ۔ لفظ احد تعدد و جمعیت کی نفی کرنے کے لئے آتا ہے مثلا جاء احد منکم ترجمہ " تم سے میں کوئی آیا ہے " اس میں احد یہ بتا رہا ہے تم میں سے متعدد لوگ نہیں آئے ایک ہی آیا ہے اور مثلا جعلنا لاحدھما جنتین ترجمہ: " ہم نے ان دونوں میں سے ایک کے لئے دو باغات قائم کر دیئے تھے " لیکن جب لفظ احد کسی کے لئے بغیر کسی قید کے آتا ہے تو مراد ہوتی ہے کہ وہ ہستی ہر قسم کی جمعیت و تعدد سے پاک ہے یعنی ہر اعتبار سے مجرد و مطلق ہے مثلا قل ھو اللہ احد ترجمہ : " کہہ دے وہ اللہ ہر اعتبار سے مجرد و مطلق ہے " یعنی وہ جسم نہیں ہے نہ لطیف نہ کثیف وہ قابل تقسیم نہیں وہ کوئی مرکب نہیں ۔

الجوار الکنس : سیارے یا سارے تارے

الغاسق : رات وہ حصہ جس میں شفق غروب ہوجائے اور اندھیرا سخت ہوجائے یا وہ چاند جب وہ چاند گرہن کی وجہ سے اندھیر ہوجائے یا ہر چاند (معجم الرائد و معجم الوسیط)

الخناس : یہ خنس سے مبالغہ کا صیغہ ہے یعنی خوب پیچھے ہٹنے والا

شهر الرجب /۲۹/ ۱۴۴۷ وفيه اتم المفتقر ظهير الدين بن ذاكر الدين بن عبد البارئ بن عبد الجليل الى ربه المقتدر هذا الكتاب الجامع فى باب لغة القرآن من كتاب لغات العرب بعون الله العلى تعالى عن كل عيب و ردئ و سميته "لسان القرآن" ربنا زدنا علما و تقبل عنا هذا السعى و زادنا نفعا به يوم الدين ولك الدين الخالص و سبحانك ربنا ولك العزة جميعا و سلام على المرسلين و الحمد لك يا رب العلمين۔